بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

بدر

ہفت روزہ — قادیان

ایڈیٹر:- صلاح الدین ملک ایم اے

اسسٹنٹ ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے — ممالک غیر ۷½ روپے — فی پرچہ ۲ ر

جلد ۴ | ۱۴ تبلیغ ۱۳۳۴ ہش مطابق ۱۴ فروری ۱۹۵۵ء | نمبر ۶

ظہور مصلح موعود (۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

(از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل لاہور)

۱۔ سن چھیاسی فروری کی بیس ہم کو یاد ہے
اور دل اس یاد سے الحمد للہ شاد ہے

۲۔ اک مسیحی نفس بیٹے کی بشارت دی گئی
دور جس سے ہونی دین اسلام کی اُفتاد ہے

۳۔ اس کی روشنی پھیلنے والی ہے عالم میں ضرور
اور زبان مؤمناں پر نعرہ زندہ باد ہے

۴۔ اپنے کانوں سن لیا ہے۔ اپنی آنکھوں دیکھا ہے
جو بھی فرمایا تھا وحیِ حق نے۔ اسپر صاد ہے

۵۔ کام جو تبلیغِ حق کا مشرق و مغرب میں ہے
ہے سزاوارِ ستائش قابلِ صد داد ہے

۶۔ یہ ہُوا انفاسِ قدسی سے مسیح الخلق کی
اور جو ہونے والا ہے اسکے لئے "لاراد" ہے

۷۔ مشکلیں درپیش ہیں دلہائے خلقت ریش ہیں
پر زباں پر مومنوں کی حمد چہ یاد آباد ہے

۸۔ کشتیٔ اسلام اس طوفان میں محفوظ ہے
اور ساحل پر پہنچنے والا دل محفوظ ہے

۹۔ اکملِ بیمار ہے ہر دم دعا گوئے حضور
مصلح موعود کا سب کو مبارک ہو ظہور

اخبار احمدیہ

ربوہ ۷ فروری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق آج کی اطلاع مظہر ہے کہ "صحت اچھی ہے"۔ الحمد للہ۔

ربوہ ۔ ۲۹ جنوری۔ کل گوجرانوالہ سے حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر رضی اللہ عنہ کا تابوت لایا گیا جہاں ۱۹۴۸ء میں آپ کو بعد وفات امانتاً دفن کیا گیا تھا۔ آج سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعد نماز ظہر نماز جنازہ پڑھائی۔ اور تابوت کو موصیوں کے قبرستان کے قطعہ خاص میں دفن کیا گیا۔

جلسہ مصلح موعود — ۲۰ فروری بروز اتوار

۲۰ فروری کی مبارک تاریخ تاریخ احمدیت میں خاص اہمیت رکھتی ہے۔ احباب جماعت کو چاہیئے کہ اس روز اپنی اپنی جگہ جلسے منعقد کریں اور اس عظیم الشان بشارت کو تفصیل کیساتھ بیان کریں۔ پیشگوئی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے احباب جماعت کو ان فرائض کی طرف بھی توجہ دلائیں جو اس پیشگوئی کے نتیجہ میں اس کے مصداق کی اقتداء میں ہم پر عائد ہوتے ہیں۔ نیز اجتماعی طور پر اپنے مقدس محبوب امام کی صحت و درازیٔ عمر کے لئے دعائیں بھی کی جائیں۔ جلسے کے لئے بعض ضروری مضامین کے عناوین ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ پیشگوئی مصلح موعود کن حالات میں کی گئی۔

۲۔ مصلح موعود کی خدمت اسلامی۔

۳۔ مصلح موعود کے ذریعہ نظام جماعت کا استحکام۔

۴۔ مصلح موعود کا خدا سے کامل تعلق اور اس کا فیضان۔ ۴۴

۵۔ "تحریک جدید"

۶۔ مصلح موعود کے ذریعہ کس طرح کلام اللہ کے فضائل ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور اُن سے قومیں برکت پا رہی ہیں۔

۷۔ ظہور مصلح موعود اور ہماری ذمہ داریاں۔

ضروری ہے کہ بعد انعقاد جلسہ اس کی مفصل رپورٹ دفتر ہذا میں ارسال کی جائے۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

از مکرم گیانی واحد حسین صاحب مبلغ جماعت احمدیہ

(۴)

پھر لکھا ہے:-

اے چت چیت چیت اچیت کا ہے نہ
بالمیکنہ دیکھ

ترجمہ۔ اے دل خیال کر۔ خیال کر۔ غافل کیوں نہیں بالمیک کو دیکھتا۔

کس جات تے کہہ پدپہنچ ۔ امر بھیو رام بھگت بسیکھ۔
وہ کس ذات سے کس مرتبہ کو پہنچا۔ یہ خدا یعنی رام کی بندگی کا ثواب ہے:-

سوآن سترا جات سبھ تے کرشن لائے ہیت
یعنی کتوں کا دشمن ادنی اکا سب سے مگر اس نے کرشن جی سے محبت لگائی۔

لوگ بپرا کیا سرا ہے تین لوک پر ولس۔
یعنی لوگ بچارے اس کی کیا تعریف کر سکتے تھے اُس بالمیک کی صفت تین لوک میں پھیل گئی۔

(راگ کیدار بانی رو داس جی)

سری کرشن جی مہاراج کی بلند اخلاقی اور غریب پروری بھی بے مثل ہے۔ کہاں ہیں معترض جو آپ کے اخلاق پر نکتہ چینی کرتے ہیں آپ نے تو علاوہ غریبوں پر کرم فرمائی کے اُس شُدر یک جانامی جس کے تیر مارنے سے آپ جان بحق ہوگئے اُس کو بھی بخش دیا جیسا کہ سری گورو گرنتھ صاحب میں لکھا ہے:-

بدھک اُدھار یو تم ہر ہار ۔ (محلہ ۵)
یعنی شکاری کو نجات دی تیر مارنے والے کو

پھر لکھا ہے:-

چرن بدھک جن تیو مکت بھیئے ۔ ہون بل بل رام کے
(راگ گوڑی بانی نام دیو جی)

یعنی چرن بدھک بھیل جس کا نام شُدر یک جرا تھا۔ جس نے آپ کے پاؤں میں تیر مارا تھا۔ اُس کو انہوں نے نجات دی۔

سری کرشن جی کے ناموں میں ایک نام "گوپال" ہے جس کے معنے ہیں گئو وغیرہ کو پالنے والا اور گؤ کی رکھشا کرنے والا۔ ہمیں ان معنوں سے اختلاف نہیں۔ کیونکہ مال مویشی چرانا بھی نبیوں کی سنت ہے لیکن اتنا ضرور ہے کہ اوتار یا نبی کی دنیا میں آمد کا مقصد اس سے بلند و بالا ہونا چاہیئے۔ یہ کام تو معمولی گوالے بھی سرانجام دے سکتے ہیں۔ اتنی بڑی شخصیت کا اس کام پر مامور ہونا موزون معلوم نہیں دیتا۔ نیز دوا پر یگ میں گائے کی کشتا یا حفاظت کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ پھر جبکہ خود سری کرشن اور بلرام جی کا ارشٹا سُرنامی بچھڑے کو مارنا پورانوں میں مرقوم ہے۔ دراصل گئو پال یا گوپال سے مراد گئو بمعنے غریب اور عاجز کے ہیں (دیکھاں کوش صفحہ ۱۶۳) پال بمعنے پرورش کرنے والا یعنی سری کرشن جی غریبوں اور عاجزوں کی پرورش کرنے والے یا حفاظت کرنے والے تھے۔ نیز بمعنے زمین ہے (دیکھاں کوش صفحہ ۱۲۸۳) پال بمعنے پالنے والا (باقی صفحہ ۷ پر)

(باقی صفحہ ۷ پر)

ملک صلاح الدین پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ایک عظیم الشان نشان آسمانی

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

۱۸۸۶ء میں جب آپؑ نے بمقام ہوشیارپور چالیس دن خاص عبادت اور اسلام کی اشاعت کے سامان کے جانے کے لئے خدا تعالیٰ سے دعائیں کیں تو خدا تعالیٰ نے بطور نشان آسمانی ایک عظیم الشان بیٹے کی پیدائش کی خبر دی ــــــ اور خدا کے فضل سے یہ پیشگوئی جماعت احمدیہ کے موجودہ امام حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حق میں باحسن وجوہ پوری ہو رہی ہے۔ اور آپ کا وجود حقیقت اسلام اور صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک زندہ ثبوت ہے۔ اس نشان آسمانی کی الہامی عبارت حسب ذیل ہے:ــ (ادارہ)

خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اور اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا۔ اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں۔ باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل سے ہوگا۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔"

(اشتہار ۲۰؍ فروری ۱۸۸۶ء)

معارف القرآن

صرف یہی تعلیم تمہاری اصلاح کر سکتی ہے!

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ (یونس ۔ ۱۶)

ترجمہ:۔ اور جب انہیں ہماری روشن آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ تو جو لوگ ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے۔ وہ کہہ دیتے ہیں کہ اے محمد تو اس کے سوا کوئی اور قرآن لے آ یا اس میں ہی کچھ تغیر و تبدل کر دے تو انہیں کہہ کہ یہ میرا کام نہیں کہ میں اس میں اپنی طرف سے کوئی تغیر و تبدل کر دوں میں تو جو کچھ مجھ پر وحی سے حکم نازل کیا جاتا ہے فقط اس کی پیروی کرتا ہوں۔ اور اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو اس صورت میں میں ایک بڑے ہولناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

تشریح:۔ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو آئمۃ الکفر کی اس تدبیر کے جواب میں ارشاد فرماتا ہے۔ کہ تو ان سے کہہ دے۔ کہ میں اپنی طرف سے اس تعلیم کو کیسے بدل سکتا ہوں۔ تم جانتے ہو کہ میرا یہ دعوےٰ نہیں۔ کہ میں اپنی عقل سے اس تعلیم کو پیش کرتا ہوں اگر میری عقل کا سوال ہوتا تو بے شک کہا جا سکتا ہے کہ ایک فرد کی عقل کو قوم کی عقل کے تابع کر دیا جائے۔ مگر یہ تو اللہ تعالیٰ کا تجویز کردہ نسخہ ہے۔ اس میں تبدیلی نسخہ کی غلطی کی وجہ سے تو ہو نہیں سکتی۔ ہاں صرف اس طرح ہو سکتی ہے۔ کہ تم لوگ اپنی حالتوں کو بدل لو۔

اس فقرہ میں اس بات کی طرف لطیف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ الٰہی تعلیم انسانی حالت کے مطابق ہوتی ہے۔ اور انسانی اصلاح اور صلاح کا بہترین ذریعہ ہوتی ہے۔ اسی لئے فرمایا۔ کہ اگر میں اسے اپنے پاس سے بدل دوں تو اس بات کا بہت بڑا نقصان ہوگا۔ کیونکہ صرف یہی تعلیم تمہاری اصلاح کر سکتی ہے۔ پس اس میں تبدیلی کرنا یقیناً اصلاح نہیں ہوگی۔ بلکہ تکلیف دہ ہوگی۔

دوسرے اس سے یہ بھی مراد ہو سکتی ہے۔ کہ اس میں جو تمہاری تباہی۔ بربادی اور عذاب کی خبریں دی جاتی ہیں۔ اور تم اسے ناپسند کرتے ہو اور انہیں بدلنے کے لئے کہتے ہو جب تم میں تبدیلی پیدا ہو جائے گی۔ تو یہ تمام خبریں خود بخود بدل جائیں گی۔ اور اس وقت تم کو ترقی کامیابی اور غلبہ کی بشارت کا وارث بنا دیا جائے گا۔ گویا یہ خبریں تب ہی بدلیں گی۔ جب تمہاری حالت بدلے گی میرا کام نہیں کہ ان کو خود بدلوں۔ (تفسیر کبیر)

اخبار احمدیہ قادیان

۲۵؍ جنوری۔ مکرم چوہدری مظفر علی صاحب چار بجے شام تشریف لائے اور آٹھ بجے شب واپس گورداسپور تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ ایک غیر احمدی دوست بھی تھے۔ چوہدری صاحب موصوف سروسنز ریکارڈ کے سلسلہ میں لاہور سے حکومت پاک پنجاب کی طرف سے گورداسپور چند دن کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اور جناب سردار پورن سنگھ صاحب ایس پی نے مہربانی فرما کر ان کو اپنی جیپ عنایت فرمائی۔ اور سیکورٹی افسر کو بھی ساتھ روانہ فرمایا۔

نائرین ذیل کے احباب قادیان تشریف لائے:۔

(۱) ۱۲؍ جنوری ممباڈی (مشرقی افریقہ) سے مرزا اعطاء الرحمٰن صاحب (برادر مرزا منور احمد صاحب) (۲) ۱۸؍ جنوری۔ کراچی سے حافظ عبد السلام صاحب (از اقارب بشیر احمد صاحب حافظ آبادی) و محترمہ محمودہ اختر صاحبہ مع دو بچیوں کے (دختر حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری) (۳) ۲۰؍ جنوری۔ ربوہ سے قاضی مبارک احمد صاحب (برادر قاضی عبد الحمید صاحب کاتب بدر) (۴) ۲۲؍ جنوری۔ احمد نگر (جھنگ) سے مستری نذیر احمد صاحب و عبد العزیز صاحب (برادر نسبتی مستری محمد دین صاحب) (۵) ۲۵؍ جنوری۔ سیالکوٹ سے میاں برکت علی صاحب (صحابی) چچا میاں محمد دین صاحب کارکن لنگر خانہ (مع اہلیہ محترمہ) (۶) ۲۶؍ جنوری۔ منشی عزیز احمد صاحب کارکن صدر انجمن ربوہ (پسر بابا سلطان احمد صاحب صحابی قادیان) اور محمد طفیل صاحب (۷) ۲۷؍ جنوری۔ ربوہ سے مولوی عبد الباسط صاحب (پسر میاں عبد الرحیم صاحب دیانت سوڈا واٹر) (۸) ۳۱؍ جنوری ضلع منٹگمری سے ملک برکت اللہ خاں صاحب و ملک عصمت اللہ خاں صاحب (برادران ملک صلاح الدین صاحب ایڈیٹر بدر) (۹) ۳؍ فروری ربوہ سے سید عبد الحی صاحب۔

اعتذار حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی آنکھوں کی کمزوری اور جسمانی ضعف کے باعث احباب کو خطوط جواب دینے سے معذور ہیں۔ احباب ان کی صحت و عافیت اور خاتمہ بالخیر کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

خطبہ جمعہ

ہر جماعت جلد سے جلد تحریک جدید کے وعدوں کی فہرست مکمل کرے اور فوراً مرکز میں بھجوائے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۸/۱/۵۵ بمقام ربوہ خطبہ نویس مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کئے ہوئے دو ماہ بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ عرصہ ہو چکا ہے لیکن میں دیکھتا ہوں۔ کہ گو وعدوں کا وقت ختم ہونے کے قریب آ رہا ہے۔ پھر بھی

وعدوں کی رفتار

سست ہے۔ ابھی تک اس دو ماہ سے زائد عرصہ میں جو زائد وعدے وصول ہوئے ہیں وہ گذشتہ سال کے وعدوں کی نسبت ساٹھ فی صدی ہیں۔ بلکہ اس سے بھی کم ہیں۔ پھر سب سے زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ بعض جماعتیں جو گذشتہ سالوں میں ہمیشہ اول رہی ہیں۔ وہ بھی اس دفعہ بہت سست چل رہی ہیں۔ میرے نزدیک اس کی زیادہ تر ذمہ واری تحریک جدید کے دفتر پر ہے۔ دفتر کا تمام عملہ نیا ہے۔ پرانے لوگوں کو ادھر ادھر کر دیا گیا ہے۔ اس لئے وہ جماعتوں کی صحیح طور پر راہ نمائی نہیں کرتے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ میں پوچھتا کچھ ہوں اور جواب کچھ ہوتا ہے۔ یا میرے سوال کے جواب میں وہ بالکل چپ ہو جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں کام کی وہ قابلیت نہیں جو ہونی چاہیئے۔ مگر بہر حال باہر کی جماعتوں پر بھی اس کی بہت سی ذمہ واری ہے۔ اس لئے کہ وعدوں کے بھجوانے کا وقت ختم ہونے کے قریب آ گیا ہے۔ پس میں پھر ایک بار

جماعتوں کو توجہ دلاتا ہوں

کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ اور جلد سے جلد وعدے لے کر مرکز میں بھجوائیں۔ بعض جماعتوں کے متعلق تو میری سمجھ میں نہیں آیا۔ کہ ان کی سستی اور غفلت کی وجہ کیا ہے۔ مثلاً کراچی کی جماعت ہے۔ پہلے وہ ہمیشہ وعدے بھجوانے میں چست رہی ہے۔ اس سال اعلان کے بعد بھی وہ وعدے لینے کی کوشش کرتی رہی ہے۔ اور یہاں جلسہ سالانہ پر آ کر بھی انہوں نے کافی تگ و دو کی ہے۔ اور ملاقات کے موقعہ پر انہوں نے بتایا۔ کہ بارہ ہزار روپیہ کے مزید وعدے لئے گئے ہیں لیکن دفتر بتاتا ہے کہ باوجود اس کے کہ انہیں خط بھی لکھا گیا ہے۔ انہوں نے ایک مہینہ سے فہرست نہیں بھجوائی۔ جماعت کا خیال تھا۔ کہ

جماعت کراچی کے اس سال کے وعدے

گذشتہ سال سے زیادہ ہوں گے۔ لیکن ابھی وہ گذشتہ سال کے نصف پر رکے ہوئے ہیں۔ اور اتنی دیر کے بعد بھی انہوں نے کوئی اطلاع نہیں دی۔ ان کا انتظام بھی نیا ہے۔ پرانے سیکرٹری ریٹائر ہو چکے ہیں۔ اور نئے سیکرٹری صاحب معلوم ہوتا ہے پورے تجربہ کار نہیں۔ نہ دفتر کی خط و کتابت کا کوئی اثر ہوتا ہے۔ نہ وقت کی نزاکت کا۔ انسانی طبائع دو قسم کی ہوتی ہیں بعض لوگ چھوٹی سی تنبیہہ پر ہوشیار ہو جاتے ہیں۔ اور بعض سمجھتے ہیں۔ کہ یہ جو کچھ کہتے ہیں کہنے دو۔ ہم نے تو اپنی مرضی کے مطابق ہی کام کرنا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جماعت کراچی کے نئے سیکرٹری صاحب انہی لوگوں میں سے ہیں جن میں یہ حس ہی نہیں۔ کہ ان سے کیا مانگا جاتا ہے۔ یا ان سے کیا سوال کیا جاتا ہے۔ اور انہیں کیا جواب دینا چاہیئے۔ چونکہ جماعت کراچی گذشتہ سالوں میں ایک نمونہ رہی ہے۔ اس لئے میں نے خاص طور پر اس کا ذکر کیا ہے۔ ورنہ لاہور باوجود اپنے جوان سال امیر کے بہت ہی پیچھے ہے۔ اسی طرح اور کئی جماعتیں ہیں بہر حال اس سال جماعت نے وعدے بھجوانے میں

بہت سستی سے کام لیا ہے

لیکن جہاں تک ہم دیکھتے ہیں۔ جماعت کے اخلاص میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ بلکہ جماعت اخلاص میں روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ اور جب بھی اسے کسی کام کے لئے بیدار کیا جائے اس کے افراد بیدار ہو جاتے ہیں۔ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ جو بھی خرابی ہوتی ہے۔ وہ یا تو مرکزی دفتر کے عملہ سے ہوتی ہے۔ اور یا

مقامی جماعت

کے عملہ سے ہوتی ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے۔ اور میں نہیں جانتا کہ یہ بات ٹھیک ہے یا غلط مجھے ان دنوں تحریک کے مرکزی دفتر پر زیادہ اعتبار نہیں رہا۔ کہ زیادہ کمزوری بڑے شہروں کی جماعتوں میں ہے۔ ان میں تحریک جدید کے وعدوں کی طرف توجہ کم ہے۔ شاید انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم سارے وقت میں وعدے اکٹھا کرتے رہیں گے۔ اور پھر آخر میں مرکز میں بھیج دیں گے ......

.... حالانکہ وقت کے آخر میں آ کر کام اس قدر اکٹھا ہو جاتا ہے کہ اسے وقت مقررہ میں پورا کرنا قریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔ اگر جماعتیں کام کو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے سرانجام دیں۔ تو ان کے لئے کام میں بہت سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔ ان کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔ اور ذمہ داری مرکز پر پڑتی ہے۔ مثلاً اگر کسی جماعت نے ساٹھ ہزار کا وعدہ کیا ہے۔ تو وہ تھوڑے سے تھوڑے وقفہ کے بعد دس دس بیس بیس ہزار روپے کے وعدے بھجواتے جائیں۔ اس طرح کام ہلکا ہوتا چلا جائے گا۔ لیکن اگر جماعت خیال کرے کہ میعاد کے آخر میں وہ تمام وعدے اکٹھے کر کے مرکز بھجوائے گی۔ تو میعاد کے آخری دنوں میں کام اس قدر زیادہ ہو گا کہ اس کا ترتیب دینا مشکل ہو گا۔ ادھر تبلیغ کا کام خدا تعالیٰ کے فضل سے روز بروز ترقی کرتا جاتا ہے۔ اور

نئے نئے علاقوں سے

مبلغین کی مانگ آ رہی ہے لوگ اس بات کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ ان کے پاس مبلغ بھیجے جائیں۔ اور اس طرح اسلام کی آواز ان تک پہنچائی جائے۔ ہم اس بات پر غور کر رہے ہیں۔ کہ تبلیغ کی سکیم میں اس قسم کی تبدیلی کی جائے۔ کہ موجودہ خرچ میں ہی کام کو آگے پھیلایا جا سکے۔ اس وقت تک

ہماری یہ رائے ہے

کہ نئے مشن کھولنے کی بجائے پرانے مشنوں کو زیادہ مضبوط کیا جائے۔ ان کے کام کو صحیح طریق پر ڈھالا جائے۔ اور انہیں پہلے سے زیادہ مالی مدد دی جائے جب وہ مشن اپنا بوجھ اٹھالیں۔ تو نئے مشن کھولے جائیں۔ پچھلے دور میں یہ ہوتا تھا۔ کہ جونہی کسی ملک سے مبلغ کے لئے آواز آئی۔ ہماری کوشش یہ ہوتی تھی۔ کہ ہم اس کی آواز کو سنیں۔ اور اس کو جواب دیں۔ اس کے نتیجہ میں بعض مشنوں نے تو اپنا بوجھ آپ اٹھا لیا۔ لیکن بعض مشن ایسے ہیں جو اپنا آپ نہیں اٹھا سکے۔ اور ان کا بوجھ روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ پھر انسانی طبائع مختلف ہوتی ہیں۔ بعض مبلغ ایسے ہوتے ہیں جو نظم کے عادی ہوتے ہیں۔ وہ

مرکز کی ہدایات

کے مطابق کام کرتے ہیں۔ اور بعض مبلغ ایسے ہوتے ہیں۔ جو مرکز کو ڈراتے رہتے ہیں۔ کہ ہمیں یہ دے دو۔ وہ دے دو۔ ہمیں فلاں چیز بھیج دو۔ اور اس طرح وہ سمجھتے ہیں۔ کہ مرکز گھبراہٹ میں ان کے حسب منشاء کام کر دے گا۔ جو مبلغ نظم کے عادی ہوتے ہیں۔ اور نظام سلسلہ کے پابند ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ وہی مبلغ اپنے کام میں کامیاب ہوتے ہیں۔ اور جن کو یہ اصرار ہوتا ہے کہ ان کی ہر بات کو مان لیا جائے میں نے دیکھا ہے کہ وہ سالہا سال تک ایک ملک میں رہ کر آ جاتے ہیں۔ لیکن ڈھاک کے وہی تین پات والا معاملہ ہوتا ہے۔ میں نے بتایا ہے کہ ہم اس بات پر غور کر رہے ہیں کہ

تبلیغ کے نظام میں

اس قسم کی مناسب تبدیلی کر دی جائے۔ جس سے موجودہ خرچ میں ہی کام وسیع کیا جا سکے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ بجٹ میں ہر سال زیادتی نہ ہو۔ اس طرح تو ہمارا قدم رک جائے گا۔ اور جماعت کی ترقی رک جائے گی۔ گو ہماری کوشش ہو گی۔ کہ بجٹ کو اس طور پر نہ بڑھایا جائے۔ کہ وہ جماعت کی طاقت سے باہر ہو جائے لیکن اس تبدیلی میں کچھ دن لگیں گے۔ اول تو یہ بات لازمی ہو گی۔ کہ پہلے مشن کو قائم رکھا جائے۔ اور اسے پہلے سے زیادہ مضبوط کیا جائے۔ اور اس سے بہر حال اخراجات میں زیادتی ہو گی۔ لیکن یہ ضرور دیکھا جائے گا کہ اخراجات میں پہلے کی رفتار سے زیادتی نہ ہو۔ پہلے یہ ہوتا تھا۔ کہ ایک سو کی آمد ہوئی تو اگلے سال کے خرچ کا اندازہ ۱۷۵/

یا ۱۰۰/- ہو تک بڑھ گیا۔ لیکن اب

ہماری یہ سکیم ہے

کہ اخراجات بے شک بڑھیں۔ لیکن یہ بڑھوتی اس طرح کی ہو۔ کہ گذشتہ سال مثلاً آمد ایک سو ہے۔ تو اگلے سال اخراجات کا اندازہ ۱۰۵/- ہو جائے بڑھوتی بہرحال ہو گی۔ پھر اس کے مقابلہ میں یقیناً ہماری آمد بھی زیادہ ہو گی۔ اگر جماعت ہر سال بڑھتی رہے۔ اگر اس کی اقتصادی حالت ہر سال اچھی ہوتی رہے اور اگر جماعت کا زمیندار اور صناع پہلے کی نسبت زیادہ ہوشیار ہوتا جائے۔ تو آمد بہرحال بڑھے گی۔ اور اگر جماعت کے ہر سال بڑھنے کے باوجود ہمارا چندہ نہ بڑھے۔ اگر باوجود اس کے کہ ملازمتوں میں ہر سال ترقی ہو۔ صناع اور زمیندار ہر سال اپنی حالت کو بہتر بناتے جائیں۔ ہمارے چندہ کی حالت پہلے کی طرح رہے۔ تو اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ جماعت کا نظم کمزور ہے۔ اور اس کی ذہنیت گر گئی ہے پس چندہ بھی ہر سال بڑھتا رہے گا۔ اور اخراجات بھی بڑھتے رہیں گے۔ لیکن ہم ایسا انتظام کرنے کی فکر میں ہیں۔ کہ اخراجات میں یکدم ایسی زیادتی نہ ہو جو ناقابل برداشت ہو۔ جتنا لوگ نئے مشن ... وقت نہ کھولے جائیں جب تک کہ پہلے مشن ... خود نہ اٹھائیں ہم نے ابھی اس قسم کا کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا۔ کہ ہم بالکل نیا مشن نہیں کھولیں گے لیکن یہ ضرور ہو گا۔ کہ اگر پہلے ہم نے سات مشن کھولے تھے تو اب ایک کھولیں گے۔ اور یہ طریق اس وقت تک جاری رہے گا جب تک پہلے مشن مضبوط نہ ہو جائیں اور جماعت کی مالی حالت بہت بہتر نہ ہو جائے لیکن بعض اخراجات میں کمی نہیں کی جا سکتی۔ اور اگر ہم ان میں کوئی کمی کریں گے۔ تو ہمارا کام پندرہ بیس سال دور جا پڑے گا۔ اور اس طرح جماعت کو بہت زیادہ نقصان ہو گا۔ مثلاً نئے مشنری تیار کرنے پر جو خرچ ہوتا ہے۔ اس میں کمی نہیں کی جا سکتی۔ اگر ہم اس میں کمی کریں۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ جب جماعتیں بڑھیں گی اور آدمی مانگیں گی۔ تو ہم انہیں وقت پر آدمی مہیا نہیں کر سکیں گے۔ ہماری مالی حالت بے شک اچھی ہو گی۔ لیکن ہمارے پاس نفری نہیں ہو گی کیونکہ اخراجات میں کمی کرنے کی وجہ سے مبلغین کی تیاری میں ایک لمبا وقفہ پڑ گیا ہو گا۔

پڑھائی کے لحاظ سے دیکھ لو

اس پر سات سال کا عرصہ لگ جاتا ہے۔ پھر ہم نے پڑھائی کے عرصہ کو ہی نہیں دیکھنا۔ بلکہ جماعت میں نئی روح پیدا کر کے طلباء مہیا کرنا ہے۔ اور نئی روح پیدا کرنے پر بھی چھ سات سال لگ جاتے ہیں۔ اور اس طرح وقفہ کے بعد ... نئے مبلغ کے تیار ہونے میں تیرہ چودہ سال کا وقفہ پڑ جاتا ہے اس لئے مبلغ ہمیں بہرحال تیار کرتے رہنا ہو گا اس میں کمی نہیں کی جا سکتی۔ یہ سلسلہ جتنا چلا جائے گا۔ صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید سے جو غلطی ہوئی ہے وہ یہی ہے کہ وہ مبلغ تو بناتے ہیں۔ لیکن جب ان کو وقفہ میں نہیں کھپا سکتے۔ تو مبلغ پیدا کرنے میں سستی کرنے لگ جاتے ہیں۔ لیکن میری تجویز یہ ہے۔ کہ جو طالب علم مبلغین کلاس پاس کر لیں۔ انہیں تبلیغ کے کام پر لگانے سے پہلے تین تین ماہ کے لئے کم سے کم چار دفاتر میں

کام کرنے کا موقعہ دیا جائے

مثلاً تین ماہ وہ بیت المال میں کام کریں۔ تین ماہ نظارت امور عامہ میں کام کریں۔ تین ماہ دعوت و تبلیغ میں کام کریں۔ تین ماہ کسی اور دفتر میں کام کریں۔ اور اگر آدمی زیادہ ہو جائیں۔ تو اس ایک سال کے عرصہ کو دو سال تک بڑھا دیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ان کا ذہن صرف مولویت تک محدود نہیں رہے گا۔ بلکہ صحابہ کرام کی طرح ان کے اندر دفتری کاموں تجارت۔ صنعت۔ اور زراعت۔ سیاست اقتصاد معاشرت پر غور کرنے کی عادت بھی پیدا ہو جائے گی۔ ان کے اندر مال کے انتظام اور اس میں ترقی دینے جماعت کی حالت کو سدھارنے اور تعلیم وغیرہ کی قابلیت بھی پیدا ہو جائے گی۔ انہیں مختلف محکموں کے کام کا پتہ لگ جائے گا۔ اور ضرورت پڑنے پر وہ اس کام کے کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں گے۔ اگر ہمارے پاس اس قسم کے مبلغ تیار ہو جائیں تو جب تک ہم کوئی نیا مشن نہیں کھولتے۔ ہم ان سے

دوسرے محکموں میں کام

لے سکتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ ہم انہیں امور عامہ زراعت۔ تجارت یا کسی اور محکمہ میں نائب ناظر لگا دیں۔ یا نائب ناظر نہیں تو سپرنٹنڈنٹ ہی لگا دیں۔ اور وقت پر وکالت اور نظارت ان کے سپرد کر دیں۔ اس سے ہمارا خرچ بہت حد تک کم ہو جائے گا۔ ایک شخص جس نے زراعت کے محکمہ میں کام کیا ہو۔ وہ اگر کسی ایسے ملک میں بھیجا جاتا ہے جہاں لوگوں کا زیادہ گذارہ زراعت پر ہے تو وہ بوجہ اپنے تجربہ کے تبلیغ کے علاوہ جماعت کی زرعی حالت کو بھی درست کرے گا۔ بہت سے ممالک ایسے ہیں۔ جو زراعت۔ صنعت اور تجارت میں ابھی پاکستان سے بہت پیچھے ہیں۔ یورپ اور امریکہ تو بہت آگے جا چکے ہیں۔ لیکن ایشیا اور افریقہ میں بہت سے ایسے ممالک ہیں۔ جن کی حالت پاکستان کی نسبت بہت خراب ہے۔ اگر ہمارے مبلغ اس قسم کے کام سیکھ کر وہاں جائیں تو دوسرے ممالک میں جا کر نہ صرف وہ جماعت کے لئے مفید وجود ثابت ہوں گے۔ بلکہ گورنمنٹ کی نظر میں بھی اور پبلک کی نظر میں بھی وہ ملک کے لئے مفید ہوں گے۔ اور وہ سمجھے گی۔ کہ یہ لوگ صرف مولوی نہیں بلکہ ایک زمیندار۔ صناع اور تاجر بھی ہیں۔ اور

اگر یہ طریق اختیار کر لیا جائے

کہ فارغ وقت میں مبلغین کو کسی اور کام پر لگا دیا جائے۔ تو یہ خطرہ نہیں ہو گا۔ کہ زیادہ آدمیوں کو کہاں لگائیں۔ پھر یہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ کہ مبلغین کو بی۔ اے کرا کے جرنلسٹ یا استاد بنا دیا جائے لیکن صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کی اس طرف توجہ نہیں۔

پھر میں نے بارہا اس طرف توجہ دلائی ہے کہ

مبلّغین کو طب سکھائی جائے

اگر اب انتظام کیا جائے۔ تو بہت تھوڑی سی توجہ سے وہ طبیب بن جائیں گے۔ ہماری طب کے ایسے اصول ہیں۔ کہ انسان ذاتی مطالعہ کی وجہ سے اس میں ترقی کر سکتا ہے۔ انگریزی طب کے ایسے اصول نہیں۔ ان میں سرجری کا کام زیادہ ہوتا ہے۔ اور پھر افعال اور اعضاء کے مختلف نتائج کو کیمیاوی طور پر یا خوردبین اور ایکسرے کے ذریعہ دیکھنا ہوتا ہے۔ جن کو ذاتی مطالعہ سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ غرض انگریزی طب کو ایسے کاموں سے وابستہ کر دیا گیا ہے۔ کہ اس کے سیکھنے کے لئے

کالج میں داخل ہونے کی ضرورت

ہوتی ہے۔ لیکن ہماری طب ایسی ہے۔ کہ اگر پرائیویٹ طور پر مطالعہ کیا جائے۔ تو ذہین اور سمجھدار آدمی اس میں انتہائی ترقی کر سکتا ہے۔ ایک کمپونڈر اعلیٰ درجہ کا ڈاکٹر نہیں بن سکتا۔ لیکن ایک معمولی طبیب

ذاتی مطالعہ سے

اعلیٰ درجہ کا طبیب بن سکتا ہے۔ کیونکہ اس میں تدبر اور فکر سے ترقی کی جا سکتی ہے۔ اور اس کی وجہ ظاہر ہے۔ کہ ہماری طب کی بنیاد کلیات پر ہے۔ لیکن انگریزی طب کی بنیاد جزئیات پر ہے اس لئے اس میں فلسفہ کم ہوتا ہے۔ اور آلات اور عملی تدابیر زیادہ ہوتی ہیں۔ اس لئے اس میں درس و تعلیم کا دخل زیادہ ہے۔ لیکن

طب یونانی کی بنیاد

فلسفہ پر ہے۔ پس جو شخص سوچنے کا عادی ہو گا۔ وہ طب میں بہت آگے نکل جائے گا۔ میں نے کئی دفعہ سمجھایا ہے۔ کہ مبلغین کو طب سکھاؤ۔ لیکن اس طرف کوئی توجہ نہیں کی گئی۔ ابھی تک دنیا میں کئی ایسے علاقے ہیں۔ جہاں کوئی طبیب نہیں ملتا۔ اگر ہمارے مبلغ طبیب بھی ہوں۔ تو وہ اس قسم کے علاقوں میں بہت اچھا کام کر سکتے ہیں۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ طلباء اور دفتر کے علاوہ انگریزی طب نے اس قسم کا تسلط کیا ہوا ہے۔ کہ وہ ادھر جاتے ہی نہیں۔ حالانکہ تجربہ میں یہ بات آئی ہے۔ کہ بعض جگہوں پر ڈاکٹر فیل ہو جاتا ہے۔ لیکن یونانی طبیب کامیاب ہو جاتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسے حصے جن سے

جزئیات کا زیادہ تعلّق

ہوتا ہے۔ ان میں انگریزی طب زیادہ کامیاب ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کی بنیاد جزئیات پر ہے۔ لیکن جب یہ دونوں علم متوازی صورت میں ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ طب سے فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ پھر

ہومیو پیتھک

ہے۔ بائیو کیمک ہے۔ یہ اور بھی آسان ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ بعض ممالک میں اس قسم کا قانون بنا دیا گیا ہے کہ جس شخص کے پاس

باقاعدہ سند

نہ ہو۔ یا اسے دس سال کا تجربہ نہ ہو۔ وہ طبابت کا پیشہ اختیار نہیں کر سکتا۔ لیکن اس وقت بھی بعض ممالک ایسے ہیں۔ جن میں پاکستان جتنے ڈاکٹر بھی نہیں پائے جاتے۔ ایک دفعہ ایک ملک سے ایک دوست نے لکھا کہ مجھے ایک ڈاکٹر بھجوا دیں۔ میں اسے اپنے پاس سے روپیہ خرچ کر کے دکان کھول دوں گا۔ وہ یہاں اپنی پریکٹس کرتا رہے۔ میں نے اسے لکھا کہ کوئی ڈاکٹر اس کام کے لئے تیار نہیں۔ تو اس نے کہا میری مراد سند یافتہ ڈاکٹر سے نہیں بلکہ کمپونڈر سے ہے۔ مجھے کوئی کمپونڈر ہی بھجوا دیں۔ میں اپنے پاس سے خرچ کر کے اس کے لئے دوکان کا انتظام کر دوں گا غرض ابھی آدھی دنیا ایسی ہے۔ جس میں ڈاکٹر نہیں امریکہ کی طرف دیکھتے ہوئے پاکستان نے بھی ایسے خواب دیکھنے شروع کر دیئے ہیں۔ کہ طبیبوں پر پابندی لگا دی جائے۔ اور سوائے باقاعدہ سند یافتہ ڈاکٹروں کے کوئی علاج نہ کر سکے۔ لیکن

حالت یہ ہے

کہ ہمارے ملک کے بعض حصوں میں ابھی دس دس بیس بیس میل تک ڈاکٹر نہیں ملتا۔ اگر ہمارے ملک میں اس قسم کا قانون پاس کر دیا گیا۔ تو ہم امریکہ کی نظر میں مہذب تو بن جائیں گے۔ لیکن ہمارے افراد بیماری اور مصیبت کا شکار ہو جائیں گے۔ اور ایسے علاقوں کے رہنے والے لوگ علاج کے بغیر ہی مر جائیں گے۔ پاکستان تو ایشیا اور افریقہ کے کئی ممالک کے مقابلہ میں ترقی یافتہ ہے۔ وہ ممالک اس سے بہت پیچھے ہیں۔ اور ان میں ڈاکٹروں کا نام و نشان بھی نہیں۔ اگر مبلغین کو طب پڑھائی جائے تو اس قسم کے علاقوں میں وہ

بہت مفید کام کر سکتے ہیں

بہرحال اگر طلباء کو صحیح طور پر استعمال کیا جائے۔ تو ایسے طریق موجود ہیں۔ جن کے ذریعہ انہیں مفید وجود بنایا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ علماء ایسا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ اس قسم کے اخراجات کم نہیں کئے جا سکتے۔ یہ بہرحال ہر سال بڑھتے جائیں گے۔

میں نے دونوں انجمنوں صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کو ہدایت دی ہے۔ کہ وہ مبلغین کی تعداد

زیادہ نہ کریں۔ بلکہ جو پہلے مبلغ ہیں ان کو زیادہ سہولتیں پہنچائیں۔ انہیں اخراجات زیادہ دیں۔ تا وہ اپنے علاقہ میں دورے کرسکیں اور تبلیغ کے کام کو منظم کرسکیں یہ نہ ہو۔ کہ ایک مبلغ کو کسی علاقہ میں بھیج دیا گیا ہو لیکن اس کے پاس اتنے اخراجات بھی نہ ہوں۔ کہ وہ دس میل کا سفر کرسکے۔ اگر ایک آدمی کو بھی پورا سامان بہم پہنچایا جائے۔ تو وہ دس مبلغوں جتنا کام کرسکتا ہے پھر

مبلغین کی ٹریننگ

کی طرف بھی توجہ ہونی چاہیئے۔ اس وقت یہ حالت ہے کہ نئے مبلغین کو کچھ حوالے سکھا کر کسی علاقہ میں بھیج دیا جاتا ہے۔ حالانکہ صرف حوالوں سے کامیابی نہیں ہوسکتی تبلیغ میں نفسیات سے واقفیت کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جب مکہ کا سفیر آیا۔ تو آپؐ نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ اپنی سب قربانیاں باہر نکال کر صفوں میں کھڑی کردو۔ آپؐ انسانی کیریکٹر کو پہچانتے تھے۔ اور اسے سمجھنے کی کوشش کرتے تھے۔ آپ نے سمجھا اسے زیادہ تبلیغ کی ضرورت نہیں۔ یہ پُرانی طرز کا مذہبی آدمی ہے۔ اس کے نزدیک جو شخص خانہ کعبہ میں آکر قربانی کرے۔ وہ بڑا نیک آدمی ہوتا ہے۔

ہمارے ہاں بھی یہی ہوتا ہے

بعض لوگوں کے نزدیک اگر ایک شخص جمعرات کی روٹی کسی ملّا کو دے دیا کرے۔ یا فاتحہ خوانی کروا دیا کرے تو وہ اچھا سمجھا جائے گا۔ چاہے وہ اور کوئی نیک کام نہ کرے۔ پھر بعض لوگ ایسے ہیں گے۔ جو حج کو بہت اچھا عمل سمجھتے ہیں۔ اگر کوئی حج کر آئے۔ تو وہ سمجھیں گے۔ یہ بہت اچھا آدمی ہے بعض طبائع تسبیح کو اچھا سمجھتی ہیں تم اپنے ہاتھ میں ایک تسبیح پکڑ لو۔ تو وہ تمہارے متعلق کوئی بُرا خیال دل میں نہیں لائیں گے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اس شخص پر قربانی کا بہت اثر ہے۔ اس لئے آپؐ نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ سب قربانیاں باہر نکال کر صفوں میں کھڑی کر دی جائیں۔ جب وہ شخص آیا۔ اور اس نے قربانی کے جانوروں کو دیکھا۔ تو بہت متاثر ہؤا۔ اور اس نے اہل مکہ کو جا کر کہا۔ میں نے مسلمانوں کو جا کر دیکھا ہے۔ وہ بے شمار جانور اپنے ساتھ لائے ہیں۔ تاکہ یہاں آکر قربانی کریں۔ اگر تم نے انہیں کچھ کہا تو تم تباہ ہو جاؤ گے۔ اس سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے متعلق مشرکین مکہ کے دلوں میں جو بغض تھا۔ وہ کم ہوگیا۔ اسی طرح تبلیغ میں بھی صرف حوالوں کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ مبلغ کو

لوگوں کے حالات مطالعہ

کرکے ان کے مطابق تبلیغی کام سرانجام دینا چاہیئے۔ مگر ہمارے ہاں بھیڑ چال سی پائی جاتی ہے۔ نفسیات کے ماہرین نے تجربہ کیا ہے۔ کہ بھیڑیں ایک دوسرے کی نقل کرتی ہیں۔ انہوں نے ایک گلہ بھیڑوں کا لیا اور ایک جگہ پر ایک رسی باندھ دی۔ اور ان بھیڑوں کو پیچھے سے دھکیلا اور اس رسی پر سے گزارنا چاہا۔ جب پہلی بھیڑ رسی کے پاس پہنچی۔ تو وہ رسی دیکھ کر اُس پر سے کود گئی۔ پھر دوسری آئی وہ بھی کود گئی۔ پھر انہوں نے رسی اُتار دی۔ لیکن گلہ کی پانچ چھ بھیڑیں باری باری اس جگہ پہنچ کر کودیں گویا ان کے آگے رسی بندھی ہوئی ہے۔ حالانکہ وہاں رسی نہیں تھی۔ صرف پہلی بھیڑ کی نقل میں دوسری بھیڑیں باری باری اس جگہ سے کود رہی تھیں۔ یہیں سے

بھیڑ چال کا محاورہ

بن گیا ہے۔ اگر کسی جماعت میں اس قسم کی بھیڑ چال پیدا ہو جائے۔ تو وہ تباہ ہو جاتی ہے۔ ہمارے ہاں بھی بھیڑ چال پائی جاتی ہے۔ ذمہ دار کارکن سوچتے نہیں۔ وہ غور و فکر نہیں کرتے۔ اور نہ کوئی نیا مسئلہ نکالتے ہیں۔ وہ صرف پہلوں کی نقل کرتے چلے جاتے ہیں۔ وہ یہ نہیں دیکھتے۔ کہ زمانہ کے حالات متغیر ہو چکے ہیں۔ زمانہ بدل گیا ہے۔ تمدن پہلے کی نسبت ترقی کر چکا ہے۔ اب ہمیں بدلے ہوئے حالات کے مطابق چلنا چاہیئے۔ یہ سب باتیں ٹریننگ سے آسکتی ہیں۔ جب کوئی نوجوان مبلغین کلاس پاس کرکے کالج سے نکلتا ہے۔ تو اسے سمجھایا جائے کہ اس نے تبلیغ کے سلسلہ میں کس طرح مختلف رستے بدلنے ہیں بس مرکز والوں کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کریں اور جماعت کو بھی چاہیئے۔ کہ وہ اپنی ذمہ داری کو سمجھے اور اس کے مطابق حرکت کرے۔ اب بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔

وعدوں کی میعاد ختم ہونیوالی ہے

ان چند دنوں کے گزر جانے کے بعد جماعت کے لوگ شرمندہ ہوں گے۔ کہ ان کی مالی قربانی گذشتہ سال سے کمزور رہی۔ جماعت بہر حال گزشتہ سال سے بڑھی ہے۔ اس کے کئی نوجوان جو پہلے ملازم نہیں تھے اس سال ملازم ہوئے ہیں۔ کئی نوجوان جو پہلے بیکار تھے۔ اس سال انہوں نے کوئی نہ کوئی کام شروع کیا ہے۔ اور اس طرح چندوں کی مقدار بڑھنی بھی ضروری ہے۔ اگر جماعت میں نئے داخل ہونیوالوں کو نیا جائے۔ جماعت کے ایسے نوجوانوں کو لیا جائے جو پہلے ملازم نہیں تھے۔ اس سال ملازم ہوئے ہیں۔ یا پہلے بیکار تھے۔ اب انہیں روزگار مل گیا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ جماعت کے چندہ میں زیادتی نہ ہو۔ پس میں ایک دفعہ پھر جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ ہر جماعت جلد سے جلد وعدوں کی فہرست مکمل کرکے دفتر میں بھجوائے۔

یہ یاد رہے

کہ وعدوں میں کچھ نہ کچھ زیادتی ضرور ہونی چاہیئے۔ تاکہ جماعت کا قدم آگے بڑھے پیچھے نہ ہٹے۔ یہ فہرستیں جلد سے جلد مرکز میں بھجوائی جائیں۔ تا وہ اپنا ریکارڈ مکمل کرسکیں۔ اور

آئندہ سال

کا بجٹ بنانے میں جو دقت پیش آرہی ہے وہ دور ہو جائے۔

تبلیغ اسلام کا کام محکم بنیادوں پر

یعنی

تحریک جدید کا اجراء

از مکرم مولوی عبد الباسط صاحب مولوی فاضل متعلم جامعۃ المبشرین ربوہ

جب اسلام چاروں طرف سے مخالفین کے اعتراضات کا نشانہ بن چکا تھا۔ اور اس کے اپنے ماننے والے بھی عملی لحاظ سے اس عظیم الشان درخت کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے میں لگے ہوئے تھے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے حبیب سے کئے ہوئے وعدوں کے مطابق اس زمانہ میں آپ کے بروز کامل کو مبعوث فرمایا۔ آپؑ کے آنے سے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے سامان ہونے لگے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے مسلمانوں میں سے ہی ایک ایسی جماعت تیار کی جو اسلام کا حقیقی نمونہ تھی۔ اس نے اسلام کے منور چہرہ کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کا تہیہ کر لیا اور اُس کے محاسن کو ہر فرد و بشر تک پہنچانے کی کوششیں جاری کردیں۔ خدا تعالےٰ نے آپ کو اس بات کی اطلاع دی۔ کہ یہ بابرکت کام جس کی تخم ریزی آپ کے مقدس ہاتھوں سے کی گئی ہے آپؑ کے ایک موعود بیٹے کے ذریعہ غیر معمولی طور پر پایۂ تکمیل تک پہنچے گا۔

چنانچہ یہ پیشگوئی جماعت احمدیہ کے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے وجود میں باحسن وجوہ پوری ہوئی۔ جبکہ ۱۹۱۴ء میں آپ اس مسند پر فائز ہوئے اور آپ نے با تائید الہٰی جماعت کو اس طور پر چلایا کہ وہ ہر روز ترقی کی طرف قدم بڑھاتی چلی گئی۔ جیسا کہ دنیا کا دستور ہے۔ کہ ہر صداقت کی مخالفت کی جاتی ہے اور ہر عمدہ مقصد کو حاصل کرنے والے کے رستہ میں مختلف قسم کی روکاوٹیں پیدا کی جاتی ہیں۔ جن کو سر کرلینا ہی ترقی حاصل کرنے والے کی کامیابی ہوتا ہے۔

آج سے بیس سال پیشتر جماعت احمدیہ چاروں طرف سے مصائب کے بادلوں میں گھری ہوئی تھی مخالفت کی تند آندھیاں کچھ اس طور پر چل رہی تھیں۔ کہ یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس جماعت کے تار و پود کو بکھیر کر رکھ دیا جائے گا۔ لیکن جماعت کا یہ مقدس امام ایک فتح نصیب جرنیل کی طرح اپنی جماعت کو ہر قسم کے مصائب و مشکلات میں سے بچائے لئے جا رہا تھا۔ ایسے وقت میں اس نے جماعت کے اندر ایک ایسی تحریک کا اجراء فرمایا جسے تحریک جدید کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

اس تحریک کے ذریعہ آپ نے ایک طرف اپنی جماعت کو ایسی مضبوط چٹان پر قائم کردیا جہاں وہ دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے ہر طرح قابل اور تیار تھی اور دوسری طرف اشاعت اسلام کے ایسے وسائل اختیار کئے جن کے نتائج نہایت دور رس تھے۔ تحریک جدید کے ذریعہ سب سے پہلے حضور نے اپنی جماعت کو سادہ زندگی بسر کرنے کی تلقین فرمائی۔ اور فرمایا:۔

"سادہ زندگی کی تحریک کوئی معمولی تحریک نہیں بلکہ دراصل دنیا کے آئندہ امن کی بنیاد اسی پر ہے"۔

(خطبہ جمعہ الفضل ۹ ر اکتوبر ۱۹۳۶ء)

بظاہر دیکھنے میں تو یہ چند الفاظ کا فقرہ ہے۔ لیکن اپنی صداقت و حقیقت کے لحاظ سے سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ آج جبکہ اس پر صرف اٹھارہ برس کا زمانہ گذر رہا ہے دنیا نے بذاتِ خود اس کا تجربہ کر لیا ہے۔ آج دنیا اپنے مخصوص حالات کے پیش نظر مجبور ہے۔ کہ اس پر عمل پیرا ہو۔ کیونکہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔

پھر مخصوص طور پر جماعت احمدیہ سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا۔ اور انہیں سادہ زندگی کا پابند بنانے کی تلقین کی گئی تھی۔ تو اس کی اصل وجہ یہ تھی۔ کہ اس جماعت کو مختلف قسم کی دوسری قربانیوں کے لئے تیار کرنا مقصود تھا۔ اور ظاہر ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا مقصد بھی بغیر قربانی کے حاصل نہیں ہوسکتا۔ اور کسی قوم کو قربانی کی عادت صرف اُس وقت پڑ سکتی ہے کہ جب اُسے سادہ زندگی کا سبق اچھی طرح ذہن نشین کرا دیا جائے۔

حضور نے ایک طرف جماعت سے اسلام کی اشاعت کے لئے مالی مطالبات کئے۔ تو دوسری طرف اُن کو اس کے نئے ذرائع بھی بتا دیئے۔ تا ایسی قربانیوں کے وقت تنگی نہ محسوس ہو۔ چنانچہ حضور نے فرمایا:۔

"میں نے جماعت کو سادہ زندگی اختیار کرنے کو کہا ہے۔ اور سادہ زندگی بسر کرنا فرض نہیں نفل ہے۔ یعنی جو چاہے اختیار کرے اور جو چاہے نہ کرے مگر میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس کے بغیر جماعت میں قربانی کا صحیح مادہ کسی صورت

ایک دوست کے ۲ دو سوالوں کا جواب

گانے بجانے کا سوال اور مجذوبیت کی تشریح

رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے مدظلہ العالی

جھنگ مگھیانہ کے ایک دوست نے ایک خط کے ذریعہ مجھے دو سوال لکھ بھیجے ہیں۔ ایک سوال گانے بجانے کے متعلق ہے اور دوسرا سوال مجذوب کی تشریح سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ دوست اپنے خط میں تقاضا کرتے ہیں۔ کہ ان سوالوں کا جواب اخبار کے ذریعہ دیا جائے۔ میری طبیعت چونکہ آجکل صاف نہیں۔ بلکہ چند دن سے پھر دل پر کچھ بوجھ سا محسوس ہوتا ہے۔ اس لئے میں نے انہیں خط کے ذریعہ مختصر سا جواب بھجوا دیا تھا۔ اور اخباری مضمون سے معذرت کر دی تھی۔ لیکن بعد میں مجھے خیال آیا۔ کہ اگر یہی مختصر سا جواب معمولی لفظی اضافہ کے ساتھ اخبار میں بھی چھپ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اس سے سوال کرنے والے دوست کی خواہش بھی پوری ہو جائے گی اور باوجود نہایت درجہ کے اختصار کے دوسرے دوستوں کو بھی کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچ جائے گا۔

پہلا سوال اس دوست کا یہ ہے۔ کہ گانے بجانے کے متعلق ایک طرف تو اسلام کا یہ نظریہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ شیطانی فعل ہے اور دوسری طرف یہ بھی ایک مسلّم حقیقت ہے کہ اسلام کے بہت سے صوفیا کرام اور بزرگانِ سلف نے گانے بجانے کو پسند فرمایا ہے۔ بلکہ بعض نے تو گویا اسے ایک طرح سے عبادت میں ہی شامل کر دیا ہے۔ ہمارے یہ دوست لکھتے ہیں کہ یہ ایک بھاری تضاد ہے جس کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ سو اس سوال کے جواب میں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مطلقاً خوش الحانی سے گانا یا خوشی کے مواقع پر حسب حالات بعض جائز قسم کے آلاتِ موسیقی استعمال کرنا اپنی ذات میں حرام نہیں ہے۔ بلکہ گانے بجانے کو صرف بعض ناجائز باتوں کی آمیزش کی وجہ سے ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً ان ناجائز باتوں میں سے ایک بات یہ ہے کہ گائے جانے والے شعر فحش اور گندے اور شہوانی قوتوں کو انگیخت دینے والے ہوں یا خلاف شریعت اور خلاف اخلاق ہوں ممنوعیت کی یہ وجہ ایک ایسی بدیہی بات ہے۔ جس کے لئے کسی بھاری دلیل کی ضرورت نہیں۔ اور نہ ہی کوئی دانا شخص اس بات میں اختلاف کر سکتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ گانے بجانے میں ایسے آلات استعمال کئے جائیں جن کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ مثلاً ستاروں کے ساتھ بجنے والے آلات حدیث میں منع آتے ہیں۔ کیونکہ ان میں خاص قسم کے سُکر اور استغراق کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس میں انسان کے لطیف قوٰے اور ٹھوس کام کرنے کی طاقتوں کو صدمہ پہنچتا ہے۔ اور دراصل یہی وہ آلات ہیں جن کو حدیث میں شیطانی آلات قرار دیا گیا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ خواہ استعمال کئے جانے والے آلات جائز ہی ہوں مثلاً ڈھول یا بانسری وغیرہ۔ مگر گانے بجانے میں ایسا انہماک اختیار کیا جائے کہ گویا انسان اسی شوق میں غرق رہے۔ اور اپنا قیمتی وقت اسی شغل میں ضائع کر دے۔

اگر اس قسم کی ممنوع باتوں سے اجتناب کیا جائے تو محض خوش الحانی سے گانا یا کسی خاص موقع پر بانسری یا ڈھول کا استعمال کرنا اپنی ذات میں منع نہیں ہے۔ چنانچہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی خوش الحانی کے ساتھ اشعار سن لیا کرتے تھے۔ بلکہ ایک صحابی حضرت موسےٰ اشعری کی دلکش آواز سنکر فرمایا کہ اسے تو گویا لحن داؤدی سے حصہ ملا ہے (یاد رہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نہایت خوش الحان تھے بلکہ لکھا ہے کہ جب وہ اپنی بانسری پر حمد کے گیت گاتے تھے تو سننے والوں پر وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ اور ان کی کتاب زبور بھی دراصل روحانی گیتوں کا ہی مجموعہ ہے) پھر حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہے۔ کہ بعض اوقات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں خوشی کے موقعہ پر صحابہ کی لڑکیاں باہم مل کر ڈھول پر گا بجا لیتی تھیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسلمان بچیوں کو ایسے معصوم مشغلہ سے جو دھیمی آواز میں چار دیواری کے اندر محدود رہتا تھا منع نہیں فرماتے تھے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں بھی بعض اوقات مخلص لوگ حمد اور نعت کے اشعار خوش الحانی کے ساتھ سناتے تھے اور حضور اسے شوق سے سنتے تھے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان کی غرض سے نیز دیا یا ناقص کے طریق پر بعض صورتوں میں شادی کے موقع پر باجے کے جواز کا بھی فتوےٰ دیا ہے۔ اور قیاس چاہتا ہے کہ گزشتہ صوفیاء میں بھی موسیقی اور سماع کا سلسلہ بھی خاص حالات میں نیک نیتی کے ماتحت ہی شروع ہوا ہوگا۔ جو بعد میں حدِ اعتدال سے بڑھ گیا۔ یا ممکن ہے بعض بعد میں آنے والے بزرگوں نے عوام الناس کو دینی امور میں متوجہ رکھنے کے لئے یہ طریق اختیار کیا ہو۔ بہر حال اگر کسی گزشتہ بزرگ نے اس معاملہ میں حدِ اعتدال سے کچھ زیادہ حصہ لیا ہے۔ تو ہمیں اس کا معاملہ خدا پر چھوڑنا چاہیئے۔ کیونکہ ہمیں کسی فوت شدہ بزرگ کے متعلق بدظنی یا طعن زنی کا حق نہیں ہے۔ ہمارے لئے صرف اس قدر جاننا کافی ہے۔ کہ مطلقاً گانا بجانا اپنی ذات میں حرام نہیں۔ بلکہ صرف زائد باتوں کی وجہ سے جن کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے ممنوع قرار پاتا ہے۔ لیکن دوسری طرف اس میں بھی شک نہیں کہ چونکہ آج کل موسیقی میں بہت سے ناپسندیدہ عناصر شامل ہو گئے ہیں۔ اور ان باتوں میں انہماک بھی بہت بڑھ گیا ہے۔ اور آجکل کا ماحول بھی بہت خراب ہے۔ اس لئے اس زمانہ میں اس کے متعلق یقیناً بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ ورنہ عام طبیعت کے نوجوانوں پر خراب اثر پڑنا یقینی ہے۔

دوسرا سوال مجذوب کی تشریح سے تعلق رکھتا ہے۔ سوال کرنے والے دوست پوچھتے ہیں۔ کہ مجذوب کون ہوتا ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ کیا ایسا شخص مجذوب کہلا سکتا ہے۔ جو شریعت اسلامی کے تعلق جسمانی پاکیزگی اور لباس سے بے نیاز اور عقل سے عاری ہو؟ ایسے شخص کو روحانیت سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ مجذوب ایک عربی لفظ ہے۔ جو جذب سے نکلا ہے۔ جس کے معنے کھینچنے کے ہیں اور مجذوب کے اصطلاحی معنے ایسے انسان کے ہیں جو خدا کی طرف کھینچا گیا ہو۔ پس حقیقتاً یہ ایک بہت پاکیزہ مقام ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اس زمانہ میں پست خیال اور روحانیت سے دور پڑے ہوئے لوگوں نے مجذوب سے ایسا شخص مراد لینا شروع کر دیا ہے جو مخبوط الحواس اور نیم پاگل ہو اور اسے طہارت اور پاکیزگی کا بھی کوئی احساس نہ ہو۔ یہ نظریہ اسلام کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے۔ البتہ ظاہری پاکیزگی اور زینت میں ایسا انہماک ہونا بھی پسندیدہ نہیں جو آجکل کے فیشن ایبل طبقہ میں عموماً پایا جاتا ہے جو ہر وقت اپنے جسم کی زینت اور اپنے لباس کی ٹیپ ٹاپ میں ہی غرق رہتے ہیں۔ اسلام نے ہر امر میں اعتدال اور میانہ روی کے طریق کو پسند فرمایا ہے۔ بلکہ قرآن نے تو میانہ روی اور اعتدال پر اتنا زور دیا ہے۔ کہ مسلمانوں کا نام ہی امةً وسطاً رکھ دیا ہے۔ الغرض مجذوب کے سچے اور حقیقی معنے صرف اس قدر ہیں کہ انسان دنیا کی لذات کی طرف سے ایک گونہ بے رغبتی پیدا کر کے خدا کی طرف کھینچا جائے۔ گویا یہ ایک قسم کی جائز اور محدود رہبانیت ہے۔ اور یہ وہی مقام ہے۔ جس کے متعلق بزرگوں نے فرمایا ہے کہ

"دل بایار و دست باکار"

اس کے ماسوا ہر دوسری نام نہاد مجذوبیت یا تو جنون کی قسم میں داخل ہے۔ اور یا وہ ایک غیر اسلامی مجذوبیت ہے۔ جسے اسلامی تمدن میں کوئی مقام حاصل نہیں۔ اور گندہ اور ناصاف رہنا تو قطعی طور پر اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔ قرآن مجید زوردار الفاظ میں فرماتا ہے۔ کہ وثیابك فطهّر والرجز فاهجر۔ یعنے اے مسلمانو اپنے لباس کو پاک و صاف رکھو۔ اور ہر قسم کی گندگیوں اور ناپاکیوں سے دور رہو۔ مجذوبیت کی حقیقی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ شعر بھی کتنے پیارے ہیں:۔

کامل آں باشد کہ با فرزند و زن
با عیال و جملہ مشغولئے تن
با تجارت باہمہ بیع و شرا
یک زماں غافل نہ گردد از خدا
ایں نشانِ قوتِ مردانہ است
کاملاں را بس ہمیں پیمانہ است

خاکسار مرزا بشیر احمد ۱۲؍۲؍۵۲

درخواستہائے دعا،

(۱) سید غلام احمد صاحب سونگھڑہ (کٹک) کے بچوں اور نواسی عزیزہ شاہدہ احمد عزیزہ ام الہدیٰ مسرورہ بیگم و عزیزہ امۃ السلام۔

(۲) والدہ محترمہ ایڈیٹر صاحب بدر

(۳) مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔ اے ربوہ میں بیمار ہیں۔

احباب ان سب کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

ترکستانیوں سے روس کی اشتراکی حکومت کا سلوک

اسّی فی صدی پیداوار پر قبضہ ضروریاتِ زندگی کی نایابی

کمیونسٹ دور کے ڈھول سہانے کے مطابق روس کی حکومت کی مثال دیتے ہوئے اس کی مساوات نیز اس کی ترقی کی تعریفوں کے پُل باندھ کر بے سمجھ طبقہ کو گمراہ کرتے ہیں وہ توجہ سے روسی سراب کا جائزہ لیں۔ (ایڈیٹر)

ترکستان کی نام نہاد جمہوریتوں کی کل پیداوار پر ماسکو کا پورا اختیار ہے۔ اور مقامی جمہوریتوں کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنی خام پیداوار کو مملکت اور قوم کی بہبودی کے لئے خرچ کر سکے۔ ترکستان کے کپاس اور ریشم کے محصولات مملکت کو سونے کی چڑیا بنا سکتے ہیں۔ لیکن ترکستان کی نام نہاد جمہوریتوں کو آج تک یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنی ملکی پیداوار سے ملک اور ملت کی ترقی کے لئے آزادانہ کوئی منصوبہ بنا سکیں۔ بلکہ ہر سال ماسکو سے باقاعدہ احکام صادر ہوتے ہیں۔ کہ متعین مقداریں کپاس مہیا کریں۔ اگر اس سے کم مقدار کی پیداوار ہو تو پوری کی پوری جمہوریت اور مملکت ماسکو کے سامنے سخت مسئول ہی نہیں۔ بلکہ سخت مجرم اور باغی قرار پائیں گی"۔

اسی طرح مملکت کی کل پیداوار میں سے بیس فی صدی حصہ بمشکل مملکت میں خرچ کرنے کے لئے اجازت دی جاتی ہے۔ باقی ۸۰ فی صدی بلا کسی معاوضہ کے ماسکو لے جایا جاتا ہے۔ چنانچہ سال گزشتہ (۱۹۵۴ء) کے لئے حکمنامہ ملاحظہ ہو۔

"ترکستان سوویٹ جمہوریتوں کے لئے ۶۶۴۶/۷ ... روبل خرچ ہونا مجاز ہوگا بقایا اسی کروڑ روبل ماسکو کا حصہ ہوگا جس کا کلی اختیار ماسکو کو ہے"۔

(بحوالہ بجٹ ۱۹۵۴ء سوویٹ)

جدید احکام

ترکستانی تمام نہاد جمہوریتوں پر جبریہ احکام نافذ کئے جاتے ہیں۔ کہ یہاں پر صرف کپاس کاشت ہوگی۔ غلہ اور دیگر خوردنی اناج کاشت کرنا بغاوت اور حکم عدولی ہے۔ ترکستان کمیونسٹ پارٹی کا کام یہ ہے کہ وہ ترکستانی کسان کو صرف کپاس بونے پر مجبور کرے۔ چنانچہ پارٹی کی ایک قرارداد سوویٹ روس کی امور نظامت عامہ اور کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی مشترکہ قرارداد ہے۔ جس میں منظور کیا گیا ہے کہ:-

"ازبکستان میں ۱۹۵۴ء کے لئے تین ملین ۲۰ لاکھ ٹن۔ ۱۹۵۵ء میں ۳۰۳ ملین ٹن ۱۹۵۸ء میں ۴۰۲ ملین ٹن تک کپاس کی حاصلات ضروری ہے۔ ترکستان پر لازم ہوگا کہ ۱۹۵۴ء میں ۹۲۱ ہزار ٹن کپاس حاصل کرے"۔

(روزنامہ ترکمان اسکایا اسکرہ)

ترکستان کے لئے روسی نمائندے

اس سال سوویٹ پارلیمنٹ کے لئے ترکستان کی طرف سے ۲۶۲ روسیوں کو ترکستان کی قومی نمائندگی کی نشستیں زبردستی دلائی گئیں۔

سوویٹ عملہ کی فریاد

صوبہ قتاناجی کے اضلاع اور قصبات کے سوویٹ عوام کی عمومی فریاد کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے "قزاغستان پر طوراسی" لکھتا ہے۔

"ہمارے صوبہ قتاناجی کے اضلاع اور دیہات کی راشن شاپوں میں نہ مٹی کا تیل ملتا ہے نہ گوشت اور نہ سفید روٹی۔ اور قصبات میں تو قند چمچہ برتنوں کا خریدنا عوام کے لئے ناممکن ہے۔ اور اسی قسم کی ضروریات کی چیزیں خرید کر لانے کے لئے صدہا میل کا سفر طے کر کے جیلیہ (الیکٹ) "تمام شہر" تک جانے کی ضرورت پڑتی ہے اور وہاں جا کر ان ضروریات کو پورا کرنا عوام کے لئے قطعی ناممکن ہے۔ ٹریکٹر ڈرائیوروں کے ہائی کمان نے اپنے ماتحت عملوں کے لئے لکڑی کے چمچے بنا دیئے ہیں"۔

(قزاقستان پراوداسی مورخہ ۲۴ / مارچ ۱۹۵۴ء)

تاجکستان

جمہوریہ تاجکستان کے عوام اپنی مجبوریوں اور تکالیف کا مندرجہ ذیل الفاظ میں اظہار کرتے ہیں۔

اکثر قصبات میں روز مرہ کی ضروریات اب عوام کو میسر نہیں بعض قصبات اور دیہات کی بعض مواضعات میں تین ماہ اور بعض میں چار چار ماہ کا عرصہ گزرا ہے کہ مٹی کا تیل نصیب نہیں ہوا اسی طرح اور دوسرے بہت سے دیہات اور قصبات میں بہت طویل مدت سے نمک کے لئے فریاد کی جاتی ہے۔ مگر محرومیت ہی محرومیت ہے۔ حتیٰ کہ دیہات ہی نہیں بلکہ ضلع میں بسنے والے شہری بھی بغیر نمک کے اپنی قوت لایموت حلق سے اتارنے کے لئے مجبور رہیں۔

(کومرنسٹ تاجکستان ۲۰۵ / مارچ ۱۹۵۴ء)

قزاغستان

قزاقستان روسی سیاست کے لئے آماجگاہ ہے۔ جہاں کے حالات ملاحظہ ہوں۔

"پوری جمہوریت قزاقستان کی راشن شاپوں میں مٹی کا تیل، نمک، دیا سلائی، کرگیہوں کے خیمے پاپوش اور پہننے کے ضروری کپڑے نہیں ہیں جبکہ نابالغ بچوں اور حاملہ عورتوں کی ناگزیر ضرورتوں کے لئے گرم پاپوش میسر نہیں۔ جو کچھ اس ضرورت کے لئے فراہم کئے گئے ہیں۔ وہ بہت ہی ناکارہ ہیں۔ جمہوریہ قزاغستان مرکزی کے نظارت عامہ میں تیار شدہ پہلا نمبر ۶۰۰۱۰۰ جوائے پاپوش میں سے ...۰۰۰۴ جوائے نمبر ۲ اور نمبر ۳ درجہ بلکہ محض ناکارہ ہیں۔ اور بہت سی ہمہ گیر کوششوں کے نتیجے میں بعض کم ضرورت کی اشیاء کی قیمتوں میں کمی کروائی گئی۔ از جملہ ریشم کی زنانہ قمیص کے لئے ۳½ گز کپڑے آج سے پہلے ۲۲۷ روبل میں ملتے تھے اب ۲۷۲ روبل قیمت ادا کرنا پڑتا ہے"۔

(قزاقستان پراوداسی ۲ / اپریل ۱۹۵۴ء)

مویشی والوں کی شکایت

ازبکستان غلہ کی شکایت کے لئے پہلے سالوں کے بالمقابل ۱۹۵۲ء میں آدھی زمین کا رقبہ کم کر دیا گیا تھا۔ اس کے نتیجہ میں حیوانات رکھنا بھی ایک مصیبت بن گئی ہے۔ حیوانات اور غلہ کی کاشت پر عوام کو پُر مسرت زندگی کا موقعہ حاصل ہوتا ہے۔ مگر چونکہ سوویٹ گورنمنٹ کی منشا یہی ہے کہ عوام کے لئے کچھ سوچنے کا موقعہ ہی نہ ملے اس لئے روسی مستملکات میں غلہ اور ضرورت زندگی کے لئے ۱۹۲۷ء سے آج تک راشننگ سسٹم رائج ہے۔ اور ضروریاتِ زندگی کی تمام اشیاء پر گورنمنٹ کا تسلط ہے۔ جس کے لئے مندرجہ ذیل شکایت آہنی پردے کی غمازی کرتی ہے۔ چونکہ گذشتہ سالوں کے مقابلہ میں سال ۱۹۵۴ء کی کاشت ½ کر دی گئی ہے۔ اس لئے مویشی وغیرہ جو کہ کاشتکاری کے کاموں کے لئے رکھنا ضروری ہیں۔ ان کا رکھنا دشوار ہو گیا ہے۔ ان کے لئے میدان باقی نہیں رہے۔ اور پالنے کے لئے گھاس نہیں ملتی۔ چنانچہ ۴۰ کلومیٹر دور سے جانا پڑتا ہے۔ یہ تقریباً ناممکن العمل ہے۔ اس مجبوری کے پیش نظر بہت سی کسان سبھاؤں نے اپنے مویشی ختم کرنا اور کپاس کی مقدار پوری کرنے کے لئے غور کرنا شروع کر دیا ہے۔ (اس کے سوا چارہ کیا ہے) یہ حالات صرف ینگی یول (نئی سڑک) ضلع کے لئے مخصوص نہیں ہیں۔ بلکہ یہ مجبوریاں دوسرے اضلاع میں بھی شروع ہو چکی ہیں۔ (پرودا واستوکہ)

بیماروں کو دوا نہیں ملتی

سوویٹ روس کا دعویٰ ہے کہ انسانوں کی صحت کی ترقی کے لئے ہر ممکن جدوجہد کی جائے۔ لیکن روسی دعوے عمل سے کوئی نسبت نہیں رکھتے۔ اس سلسلے میں ذیل کی رپورٹ قابلِ دید ہے۔

"وٹامن کے مختلف مادی اجزاء جو انسانی صحت کے لئے لازم ہیں۔ موضوع پر مضامین نہ صرف پڑھائے جاتے ہیں بلکہ یہ موضوع عام ہے۔ لیکن اس اہم موضوع پر عملی جدوجہد نہیں کی جاتی ہے۔ عاشق آباد کی ایمٹی تجربہ گاہ کی جدوجہد اور انکشافات بہت درد کی بات ہے۔ بلکہ روزمرہ کے ضروری علاج کے لئے دوائیں تک میسر نہیں ہوتیں۔ ہسپتالوں میں ہر شعبہ کی ضرورت کبھی پوری نہیں ہوتی۔ جو انسانی صحت کی ضمانت ہو سکے۔ جس پر قومی توانائی کا دارومدار ہے۔ شہروں کے دواخانوں میں دواؤں کی کمیابی کے لئے اس ایک مثال سے ہی اندازہ کر لینا چاہیئے کہ انسان پر عام عارضہ کی حالت میں جو بالعموم پیٹ کی بیماری ہوتی ہے۔ اس پر ہماری ڈسپنسری دوائی مہیا کرنے سے عاجز ہے"۔

(ترکمان اسکایا اسکار ۴ / اپریل ۱۹۵۴ء)

(الفضل)

اسلام کی وسعت تبلیغ[8]

علماء تو مسلمان کی بھی تعریف نہ کر سکے چہ جائیکہ احکام اسلام کی فلاسفی پر اظہار علم کرتے۔

الغرض حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک زمانہ میں اشاعتِ اسلام کو تیسرا دور نیا مرکز قائم کرنے کے بعد آیا۔ جبکہ پہلے کی نسبت زیادہ تیزی سے بیرونی ممالک میں نئے نئے تبلیغی مراکز کھلنے لگے۔ اور لٹریچر کی اشاعت کے سامان ہونے لگے۔ اور آج یہ حال ہے کہ مبلغین اسلام کے ممالک غیر میں جانے اور وہاں سے فائز المرام واپس آنے کا ایک تانتا بندھ گیا ہے۔ اور غیر ممالک کے متعدد افراد مرکز احمدیت میں تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے چلے آرہے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے مقابل پر بیسیوں فرقہ ہائے اسلام ہیں جو احمدیت سے کہیں پہلے سے قائم ہیں۔ لیکن آج جبکہ اسلام کی حقیقی خدمت اور وکالت کا وقت ہے اگر توفیق ملی ہے تو صرف اسی جماعت کو اور اس مقدس وجود کی قیادت میں۔

پس آج جبکہ مصلح موعود کا کام دنیا کے سامنے ہم برملا کہہ سکتے ہیں کہ اس نشانِ آسمانی کی سب اغراض پوری ہو رہی ہیں جنہیں ان الفاظ میں بیان کیا گیا تھا:

(۱) "تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آئے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے"۔

(۲) "تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے بعد خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی راہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے"۔ (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

(محمد حفیظ بقاپوری)

اشاعتِ اسلام کی وسعت
مُصلح موعود کے زمانہ میں

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں مقدر ہیں۔ پہلی بعثت میں آپ کے سپرد تکمیل شریعت کا کام ہے۔ اور دوسری بعثت کی غرض تکمیل اشاعت ہے۔ اول الذکر کام تو آج سے پونے چودہ سو سال پہلے بتمام و کمال نہایت احسن طریق پر ہو چکا اور آج ہمارے ہاتھوں میں وہ کامل کتاب موجود ہے۔ جس پر مضبوطی سے پنجہ مارنے والا ہر ضلالت و گمراہی سے مصئون و محفوظ رہ سکتا ہے۔ لیکن اس مقدس تعلیم کی اشاعت و تبلیغ آپ ہی کے ظلِ کامل کا کام تھا جسے مسیح موعود و مہدی معہود کے ناموں سے موسوم کیا گیا ہے۔ چنانچہ جب وہ مبارک زمانہ آیا اور خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے ہندوستان میں اس وجود کو مبعوث فرمایا تو خدا تعالیٰ نے الہام خاص کے ساتھ بایں الفاظ اس کام کی طرف اشارہ فرمایا:-

يحيي الدين ويقيم الشريعة
وكان الايمان معلقاً بالثريا لناله

پھر اس سے وعدہ فرمایا کہ
میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

چنانچہ ان الہامات کی بناء پر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے خدا کی نصرت و تائید سے اشاعت دین کا یہ عظیم الشان کام محکم بنیادوں پر شروع کر دیا۔ اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و عنایت سے آپ کو ایک ایسا جانشین عطا فرمانے کا وعدہ دیا جس کے ہاتھوں اس کام کا پایۂ تکمیل کو پہنچنا مقدر تھا۔

نشانِ آسمانی

۱۸۸۵ء میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بذریعہ اشتہار حقیقت اسلام اور صداقت نبوت کا ثبوت بہم پہنچانے کے لئے ہر طالب حق کو ایک سال کی صحبت اختیار کرنے اور بذات خود نشان مشاہدہ کرنے کی دعوت [illegible]

اس کے بعد ٹھیک ایک سال کے بعد خدا تعالیٰ نے آپ کو ایک عظیم الشان نشان کی خبر دی۔ جس کی بڑی غرض یہی قرار دی کہ "تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو"۔ نشان کیا ہے؟ ایک عظیم الشان بیٹے کی پیدائش کی خبر ہے۔ جو اپنی صفات خاصہ کے اعتبار سے بہت ہی عظمت رکھتا ہے منجملہ ان صفات کے خدا تعالیٰ نے اس کے بارہ میں ان الفاظ میں اطلاع دی۔

"ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔"

اس پیشگوئی کا مصداق جماعت احمدیہ کا موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ جب پیشگوئی کے اغراض و مقاصد میں ہی یہ بتایا گیا ہے کہ مصلح موعود کا ابا وجود ہی دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر کرنے کا ذریعہ ہے تو پھر مخصوص طور پر اس کے وجود کے متعلق یہ جو بیان کیا گیا ہے کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اس کا صاف اور واضح مطلب یہی ہے کہ دین اسلام کی تبلیغ اور اشاعت کا کام اس کے ذریعہ سے زمین کے کناروں تک پہنچ جائے گا۔ اور یہ شہرت معمولی نہیں بلکہ اس شہرت کا نتیجہ اس طور پر ظاہر ہونے کی اطلاع دی کہ "قومیں اس سے برکت پائیں گی"۔ اور یہ اس وقت ممکن ہے جب کہ اس پیغام کو اس انداز میں لوگوں تک پہنچایا جائے کہ ان کے دل و دماغ میں رچ کر پیغام پہنچانے والے سے رابطۂ محبت و الفت قائم ہو جائے۔ اور وہ لوگ اس سے تعلق کو اپنے لئے ایک گونا برکت کا باعث قرار دیں۔

چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے مقدس امام کے ہاتھوں یہ کام جس طور پر جاری ہوا اس کی کسی قدر تفصیل یہ ہے:-

۱۹۱۴ء میں آپ مسند خلافت پر متمکن ہوئے اور جماعت احمدیہ کی باگ آپ کے ہاتھ میں آئی یہ نازک کام سنبھالتے ہی آپ نے تبلیغ اشاعت اسلام کے کام کو باقاعدہ منظم صورت میں بروئے کار لانے کا پروگرام بنایا۔

نظامِ جماعت کا استحکام

صدر انجمن احمدیہ کا قیام تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے مقدس ہاتھوں سے ہو چکا تھا اس نظام کو خاص تنظیم کے ماتحت لاتے ہوئے تبلیغ واشاعت کے کام کو مختلف شعبوں میں تقسیم کیا اور ہر ایک شعبہ کے لئے الگ نظارت کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اور ایک قابل جرنیل کی طرح اپنی روحانی افواج کو بہ ضروری حصوں میں تقسیم کر دیا۔ تا ہر حصہ اپنے متعلقہ کام کو باحسن وجوہ سرانجام دے۔ چنانچہ سر اول وہلہ کے طور پر شعبۂ تبلیغ کو قائم کیا۔ اور اس کے تحت ان مبلغین و مبشرین کی جماعت کو کیا جو اس پیغام آسمانی کو زمین کے کناروں تک پہنچانے کا عہد کر کے اپنے تئیں پیش کریں۔

پھر کوئی فوج اس وقت تک نہ تو محفوظ رہ سکتی ہے اور نہ ہی کامیابی کے ساتھ آگے بڑھ سکتی ہے جس کی بیس مضبوط نہ ہو۔ اس لئے آپ نے تعلیم و تربیت کے محکمہ کا اجراء فرمایا۔ جس کا کام جماعت میں داخل ہونے والے افراد کی تعلیم اور مناسب حال تربیت ہے پھر جملہ مصارف مال برداشت کرنے کے لئے محکمہ بیت المال کو قائم کیا۔ اس طرح یہ تینوں محکمے تبلیغ واشاعت اسلام کے لئے ایک ساتھ چلتے چلے جا رہے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے بیدار مغز قائد نہایت کامیابی کے ساتھ آگے ہی آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

اکناف عالم میں تبلیغ اسلام کا کام

شعبہ تبلیغ کے ماتحت آپ نے پہلا مبلغ انگلستان بھیجا پھر ماریشس کو میدان بنایا گیا۔ اور جوں جوں وقت گذرتا گیا یہ پیغام زمین کے کناروں تک پہنچنے لگا۔ ۱۹۲۴ء میں جب آپ یورپ کے لئے تشریف لے گئے۔ اور لنڈن میں مذاہب کانفرنس میں آپ نے شرکت کی۔ یہ وہ پہلا موقع تھا کہ جب دنیا نے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے کے لائے ہوئے اسلام کو اپنے اصلی روپ میں دیکھا۔ اور ان یورپین مستشرقین نے خود مشاہدہ کیا کہ "اسلام" جو ان کے نزدیک ہر قسم کی خامیوں اور غلطیوں اور کمزوریوں کا مجموعہ سمجھا جاتا تھا۔ جس کے سامنے والے معترضین اعتراضات کی تاب نہ لا کر زمین میں دھنسے جاتے تھے۔ انہوں نے نہ صرف اس امر کا مشاہدہ کیا کہ اسلام کا یہ جرنیل حملہ آوروں کے حملوں کا کامیابی سے دفاع کرتا ہے۔ بلکہ انہوں نے اسلام کے نمائندہ کے جارحانہ اقدام کا بھی بچشم خود مشاہدہ کیا۔ واپسی پر اسلامی ممالک نے بھی اسلام کی جیتی جاگتی تصویر کو حضرت مصلح موعود کے وجود باجود میں مشاہدہ کیا۔ وقت گذرتا چلا گیا۔ حضرت محمود کے جانباز سپاہی نئے سے نیا مورچہ فتح کرنے میں ہمہ تن مصروف رہے۔ آپ کی مساعی کے مراکز جہاں اپنے ملک سے نکل کر بیرونی ممالک میں قائم ہونے لگے تھے۔ وہاں وہ اپنے ملک سے بھی بے خبر نہ رہا۔ ۱۹۲۴ء میں ملکانوں میں شدھی کی تحریک کا کامیاب مقابلہ کیا۔ اور دشمن سمجھ گیا کہ ہم اس بیدار مغز جرنیل کے حملوں کی تاب نہیں لا سکتے اسی طرح مستقل طور پر ہندوستان میں بیسیوں مبلغ فریضۂ تبلیغ ادا کرنے پر مامور ہوئے۔

دوسرا دور۔ تحریک جدید کا اجراء

۱۹۳۴ء میں آپ نے ایک نئی تحریک کا آغاز فرمایا۔ اور جماعت کو جدید پروگرام کے ساتھ قربانی اور خدمت دین کے لئے تیار کیا۔ اس تحریک پر جہاں جماعت کے مخلصین نے لاکھوں روپیہ اپنے مقدس امام کے قدموں میں لا حاضر کیا۔ وہاں بیسیوں نوجوانوں نے اپنی زندگیاں محض دین کی خاطر وقف کر دینے کی پیشکش کی۔ اور تھوڑی سی ٹریننگ کے بعد وہ اپنے اعزہ اقرباء کو خیرباد کہتے ہوئے دور دراز ممالک میں فریضۂ تبلیغ سرانجام دینے کے لئے چل کھڑے ہوئے۔ جس کا شاندار نتیجہ اس وقت ہمارے سامنے ہے جبکہ دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں احمدیت کا مبلغ کام نہ کر رہا ہو۔ گویا روئے زمین پر حقیقی اسلام کا جھنڈا اگر بلند ہو رہا ہے۔ تو فقط اس مقدس امام کی اقتدار میں جماعت احمدیہ کے ہاتھوں۔ نہ صرف یہ کہ بیرونی ممالک میں مبلغین و مبشرین کی جماعتوں کی روانگی کا بندوبست کیا۔ بلکہ حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو محکم بنیادوں پر قائم کرنے کے لئے ساتھ کے ساتھ مرکز میں علماء کی ایک جماعت بھی تیار کرنے کا اہتمام فرمایا۔ جنہیں علوم دینیہ کی مکمل تعلیم دلانے کا انتظام ہے۔

تیسرا دور۔ جماعت کا دوسرا مرکز

جس طرح حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں مسلمانوں کی جماعت نے ہجرت کے بعد غیر معمولی تیز رفتاری سے ترقی کی۔ اس کا بھی کسی قدر نمونہ اس جگہ ملتا ہے۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں ہجرت کر جانے پر مخالفین کے دلوں میں مخالفت کی آگ اور زیادہ بھڑک اٹھی تھی اور وہ سینکڑوں میلوں سے چل کر مدینہ پر اس غرض سے حملہ آور ہوتے تھے کہ اسلام کے نام کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیں۔ مگر خدا تعالیٰ کی تائید شامل حال ہوئی اور دشمن کو ہر موقعہ پر ناکامی کا منہ دیکھنا نصیب ہوا۔ یہاں بھی یہ نظارہ نظر آتا ہے۔ ہجرت کے بعد خدا تعالیٰ نے اس بابرکت وجود کے ذریعہ جماعت احمدیہ کو پھر ایک مرکز میں جمع کرنے کے سامان کرائے۔ اور جماعت احمدیہ نے دینی کام اسی تنظیم سے کرنا شروع کر دیا۔ لیکن مخالفین کو یہ بات پسند نہ آئی۔ ان کی طرف سے مخالفت کا وہ طوفان اٹھا جس پر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن نتیجہ سب کے سامنے ہے۔ کون کامیاب ہوا اور کون ناکام۔ اس کا فیصلہ ہر شخص خود کر سکتا ہے۔ کسے عدالت کے سامنے اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے کی توفیق ملی۔

(باقی صفحہ پر)

واگہ کے اس پار

لاہور میں پانچ دن

(از خانہ بدوش)

اب میں واگہ سرحد پر — انگریز کی قرف سے کھینچی ہوئی لکیر کے آگے پاکستان کی سرزمین پر کھڑا سانس لے رہا تھا۔ بھارت اور پاکستان کی فضاؤں میں کوئی فرق نہ تھا۔ ایک ملک کی ہوا سرسراہٹ کے ساتھ دوسرے ملک میں آ رہی تھی۔ لیکن اس کے باوجود نہ معلوم مجھے پاکستان کی فضا میں سانس لیتے ہوئے کیوں ایک فشہ سا محسوس ہو رہا تھا۔ سارے جسم میں ایک کپکپی سی ہو رہی تھی۔ شائد اس کی وجہ یہ تھی کہ مجھے اس سرزمین پر دوبارہ قدم رکھنے کا موقعہ ملا تھا جسے میں کبھی اپنے وطن کی سرزمین کہہ سکتا تھا۔ لیکن جو اب پرائی ہو چکی تھی۔

اس لکیر کو پار کرنے کے لئے میں اور دوسرے ساتھی سب سے پہلے پاکستانی پولیس سے دوچار ہوئے۔ پاکستانی پولیس کا رویہ بے حد شریفانہ تھا۔ میں نے کسی ملک کی پولیس کو اس قدر خوش اخلاق پہلے کبھی نہ دیکھا۔ پولیس کے سپاہی اور افسر خدمت کے جذبہ سے کام کر رہے تھے۔ اور یوں محسوس ہو رہا تھا۔ کہ پولیس ایک میزبان کی حیثیت سے اپنے مہمانوں سے سواگت کر رہی ہے۔ چند گز کا فاصلہ طے کرنے کے بعد ہم کسٹم دفتر میں پہنچے۔ ہمارے ذہن میں یہ خیال تھا کہ کسٹم ڈیپارٹمنٹ کے افسر ہماری جامہ تلاشی لیں گے۔ ہمارے اٹیچی کیسوں اور بستروں کو کھلوائیں گے۔ اور یہ دیکھیں گے کہ ہم کوئی ایسی چیز تو پاکستان نہیں لے جا رہے جس کی پاکستان میں درآمد ممنوع ہو۔ لیکن ہمارا یہ خیال غلط نکلا۔ کسٹم ڈیپارٹمنٹ کے افسروں نے سب مسافروں کی زبان پر اعتبار کیا۔ اور ان کے یہ کہنے پر کہ ان کے قبضہ میں کوئی قابل اعتراض چیز نہیں ہے بھارتی باشندوں کو آگے نکل جانے دیا۔ انہوں نے نہ تو ہماری جامہ تلاشی کی اور نہ ہمارے بستر کھلوائے یہی نہیں انہوں نے اس امر کی بھی پڑتال نہ کی کہ ہم کس قدر کرنسی پاکستان لے جا رہے ہیں۔ اس معاملہ میں بھی انہوں نے ہماری زبان پر اعتبار کیا۔ دو ممالک کی سرحد پر یہ عجیب چیز تھی۔ پاکستان کے کسٹم ڈیپارٹمنٹ کے افسروں نے اسی اصول پر عمل کیا۔ کہ ایک شریف شخص کو دوسرے شریف شخص کی زبان پر اعتبار کرنا چاہیئے۔ ممکن ہے بعض بھارتی باشندے پاکستان میں کچھ ممنوعہ اشیاء لے گئے ہوں۔ لیکن پاکستان کے کسٹم ڈیپارٹمنٹ کے افسروں نے اپنی خوش خلقی اور شرافت سے بھارتی باشندوں کے ذہنوں پر اس قدر اچھا نقش چھوڑا۔ جو کبھی مٹ نہ سکیگا۔ اور جو دونوں ممالک کے تعلقات کو بہتر بنانے میں ممد و معاون ثابت ہوگا۔

کسٹم دفتر سے نکل کر ہم مزید چند قدم چلے اور مختلف ضوابط کو پورا کرتے ہوئے اُن حدود سے نکل آئے جہاں پاکستان میں داخل ہونے والے ہر شخص کے پاسپورٹ ویزا اور سامان کی پڑتال ہوتی ہے۔ اور جہاں سے نکلنے کے بعد ہر ایک شخص ہر جگہ آزادی کے ساتھ گھوم پھر سکتا ہے۔

ایک فرق

بھارت اور پاکستان کی سرحد پر مزدوروں کی اُجرت میں ایک نمایاں فرق دیکھنے میں آیا۔ بھارت کے علاقہ میں قلیوں کی اُجرت بارہ آنے تھی اور پاکستان کے علاقہ میں صرف آٹھ آنے یہاں یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ پاکستان کی کرنسی کی قیمت بھارت کی کرنسی کی قیمت کے مقابلہ میں کم ہے۔ یعنی پاکستانی کرنسی کے آٹھ آنے بھارت کی کرنسی کے چھ آنے کے برابر ہیں۔ گویا پاکستان میں قلیوں کی اُجرت بھارتی قلیوں کی اُجرت سے نصف تھی۔ یہ پہلا فرق تھا۔ جو ہم نے بھارت اور پاکستان میں دیکھا۔ اگرچہ فاصلہ یکساں تھا۔ لیکن بھارتی مزدوروں کی اُجرت پاکستانی مزدوروں کی اُجرت سے دوگنی تھی۔ یہاں یہ بیان کرنا بیجا نہ ہوگا کہ سرحد کے دونوں طرف مزدوروں کی اُجرتیں سرکاری طور پر مقرر کی گئی تھیں۔ یہ فرق دیکھ کر ہمارے ذہنوں کو ایک دھکا لگا۔ اور ہمیں افسوس ہوا۔ کہ ہمارے ہاں اس موقعہ سے بھی مالی طور پر فائدہ اٹھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

ہمارے پاکستان میں داخل ہونے کے لئے جو ویزا تھے۔ ان پر ایک مہر لگا دی گئی تھی۔ جس کے ذریعہ ہم پر لاہور چھاؤنی۔ گوالمنڈی نیز اندرون شہر میں داخل ہونے کی پابندی لگا دی گئی تھی۔ لیکن مہر لگاتے ہوئے پاکستانی حکام نے ہمیں کہہ دیا کہ یہ مہر ضابطہ کی کارروائی کے طور پر ہے۔ اور کہ ہم عملی طور پر لاہور میں جہاں چاہیں آزادی کے ساتھ گھوم پھر سکتے ہیں۔

پاکستانی عوام میں

جونہی ہم پاکستان کی سرحدی چوکی اور کسٹم کی حدود سے باہر نکلے۔ تو ہم نے دیکھا۔ کہ وہاں بے شمار پاکستانی باشندے بھارتیوں کے خیر مقدم کے لئے موجود ہیں۔ بہت سے مسلمان سرحد پر اس امید پر آ گئے تھے کہ شائد ان کا کوئی دوست اور واقف کار بھارت سے آئے۔ چنانچہ پاکستان آنے والے ہر بھارتی کو بغور دیکھتے۔ کئی مسلمان اپنے دوستوں سے ملاقات کرنے کے لئے لائلپور اور راولپنڈی تک سے آئے ہوئے تھے۔ اور وہ اپنے دوستوں کی تلاش کے لئے ہر بھارتی کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے۔ انتہائی خوشی میں بہت لوگوں کی آنکھوں میں آنسو جھلک رہے تھے۔ انہیں جو خوشی اور دلی سکون محسوس ہو رہا تھا اُسے احاطہ تحریر میں لانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

سرحد کے بالکل قریب مغربی پنجاب گورنمنٹ نے بھارتی مسلمانوں کو لاہور لے جانے کے لئے وسیع پیمانہ پر انتظام کر رکھا تھا۔ اڈہ پر سرکاری بسیں مسافروں کا انتظار کر رہی تھیں۔ تاکہ اگر بھارتی باشندوں کا ٹریفک زیادہ ہو۔ تو ان ریزرو بسوں کو کام میں لایا جا سکے۔ ٹرانسپورٹ کے لحاظ سے بھی مشرقی پنجاب اور مغربی پنجاب کی حکومتوں کے انتظام میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ مشرقی پنجاب گورنمنٹ کا انتظام نہ ہونے کے برابر تھا۔ پاکستان جانے والے بھارتیوں کو امرتسر سے واگہ کی سرحد تک پہنچنے میں سخت تکلیف کا سامنا ہوا تھا۔ امرتسر کے اڈہ پر ریزرو بسیں موجود نہ تھیں۔ چنانچہ جب واگہ سرحد کی طرف جانے والی کوئی بس امرتسر کے اڈہ پر پہنچتی۔ تو سینکڑوں مسافر بس میں سوار ہونے کے لئے ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑتے تھے۔ اس کے مقابلہ میں واگہ کی سرحد پر پاکستانی گورنمنٹ نے ٹرانسپورٹ کا وسیع انتظام کر رکھا تھا۔ وہاں بسوں کی اس قدر افراط تھی کہ ہر شخص بڑے آرام کے ساتھ بس میں سوار ہوتا تھا۔ اور جب بس پُر ہو جاتی تھی تو وہ لاہور کی طرف روانہ ہو جاتی۔ اور ایک خالی بس مزید مسافروں کو لے جانے کے لئے وہاں آ کھڑی ہوتی۔

کاش مشرقی پنجاب کے محکمہ ٹرانسپورٹ کا کوئی افسر وہاں موجود ہوتا تاکہ وہ مغربی پنجاب گورنمنٹ کے وسیع انتظام کو دیکھ کر متاثر ہوتا اور اسے مشرقی پنجاب کے ٹرانسپورٹ سسٹم میں بہتری کرنے کی توفیق حاصل ہوتی۔

واگہ سے لاہور تک

اڈہ پر ہم بس میں سوار ہو کر لاہور کے لئے روانہ ہوئے۔ مغربی پنجاب گورنمنٹ کی بسیں مشرقی پنجاب گورنمنٹ کی بسوں کے مقابلہ میں بدرجہا بہتر تھیں۔ ان بسوں کی باڈیاں بھی بہت زیادہ خوبصورت اور مضبوط تھیں۔ ہمارے ہاں بسوں کی اس قسم کی باڈیاں کبھی کبھار دیکھنے میں آتی ہیں۔ رفتار کے لحاظ سے بھی مغربی پنجاب گورنمنٹ کی بسوں کو برتری حاصل ہے۔ ہمارے ہاں بسیں عموماً چھکڑوں کی طرح چلتی ہیں۔ لیکن واگہ کے پار یہ حالت نہیں۔ مشرقی پنجاب گورنمنٹ کی بسیں خوشنما اور مضبوط ہونے کے علاوہ تیز رفتار بھی ہیں۔ اب ہم بس میں سوار ہو کر شری رام چندر کے سپتر لو کے بسائے ہوئے شہر لاہور کی طرف جا رہے تھے۔ سورج مغرب میں افق کے پیچھے چھپنے کے لئے اپنی بلندیوں سے نیچے اُتر رہا تھا۔ اگرچہ اس سے پہلے سورج غروب ہونے کا منظر ہزاروں بار دیکھا۔ لیکن لاہور جاتے ہوئے یہ منظر انتہائی دلفریب نظر آ رہا تھا۔ چرواہے گائے بھینسیں ہانکتے ہوئے اپنے گھروں کو جا رہے تھے۔ ایک بستی کے قریب پانچ چھ سال کا ایک لڑکا سڑک کے کنارے پڑی ہوئی بوریوں پر کھیل رہا تھا۔ وہ ایک بوری سے چھلانگ لگا کر دوسری بوری پر جاتا تھا۔ اور پھر چھلانگ لگا کر تیسری بوری پر جاتا تھا۔ اگرچہ میں نے ہزاروں مرتبہ بچوں کو بوریوں پر کودتے دیکھا تھا۔ لیکن لاہور جاتے ہوئے بستی کے قریب اس بچے کو دیکھ کر مجھے بے حد مسرت ہوئی۔ اس مسرت کی وجہ سمجھنے سے میں قاصر تھا۔ اس بچے کو دیکھ کر میرے سارے جسم میں ایک جھنجھنی سی ہو رہی تھی۔ بستیوں کے قریب لوگ بھارتی باشندوں کا خیر مقدم کرنے کیلئے قطار اندر قطار کھڑے تھے۔ جب ہماری لاری ان کے قریب سے گذرتی تو وہ "بھارت و پاکستان اتحاد" کا نعرہ لگاتے تھے۔ پاکستانی باشندوں کے دلوں میں بھارتی باشندوں کے سواگت کے لئے زبردست جوش و خروش پایا جاتا ہے۔ اور یہ جوش و خروش ان کے چہروں اور آنکھوں میں جھلک رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پاکستانی باشندے کئی سال سے ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔ اور اب ان کے انتظار کا زمانہ ختم ہو گیا ہے۔

امرتسر ۱۷ فروری۔ جناب سردار پرتاپ سنگھ صاحب کیروں وزیر مشرقی پنجاب سے مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر امور عامہ و خارجہ نے بمعیت [illegible] سوہن لال صاحب ایڈووکیٹ بٹالہ ایم۔ ایل۔ اے، محترم سردار وگند ر سنگھ صاحب ایم۔ ایل۔ اے ملاقات کی۔ جناب سردار صاحب نے نہایت توجہ اور غور و دلچسپی سے معروضات سنیں۔

گورداسپور۔ خاکسار ایڈیٹر بدر نے جناب ڈی سی صاحب گورداسپور کی طرف سے منعقدہ پریس کانفرنس میں شرکت کی (رپورٹ الگ درج ہے)

تحریک جدید کی برکات اور ہماری ذمہ داریاں

ہر احمدی اس ذات نیک کا بصدق دل منتظر ہے کہ جب تمام روئے زمین کے لوگ علم احمدیت تلے جمع ہو جائیں گے۔ تمام عالم گہوارۂ امن و طمانیت ہوگا لیکن دنیا میں یہ کبھی بھی نہیں ہوا کہ ایک مامور پر ایمان لانیوالی جماعت بغیر عملی قربانی اور سعی پیہم کے ثمرات حاصل کرے۔ ایک معمولی کھیتی اس عظیم الشان کام کے مقابل پر کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ لیکن ایک کاشتکار کو اسکے لئے کسی قدر شبانہ روز محنت کرنا پڑتی اور خون پسینہ ایک کرنا پڑتا ہے تب جاکر اسکی امیدیں پوری ہوتی ہیں۔ دنیا جسم زدہ اور ظهر الفساد فی البر والبحر کا مصداق بن چکی اور ہر بدی اپنی جڑیں پھیلا چکی ہے اور دجالی فتنے نئی نئی شکلوں میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ ایسے استیصال کرکے اسلام کو سربلند کرنا کیا معمولی کام ہے؟ اسکے لئے جان۔ مال۔ عزت۔ وقت غرضیکہ ہر قسم کی قربانی کی ضرورت ہے۔ دنیا روحانی پیاس سے تڑپ رہی ہے۔ کیا آپ کو ان پر رحم نہیں آتا؟

رحیم و کریم خدا نے آپ پر فضل کیا کہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شناخت کی۔ حضور کو قبول کرنے سے آپ پر بہت سی ذمہ داریاں عائد ہو گئیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے آلۂ کار کے طور پر اپنا لیا ہے۔ آپ پر فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پروگرام کو پورا کرنے کے لئے پوری تندہی سے کوشاں ہوں۔ دنیا روحانی پانی کے لئے تڑپتی ہے اور آب رسانی کا کام آپ کا ہی قبیل برگزیدہ سر انجام دے سکتا ہے۔ بیشک جماعت میں سے ایک حصہ نے دنیوی کاموں سے منہ موڑ کر اشاعت دین اور اعلائے کلمۃ اللہ کا فرض اپنے ذمہ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کو قیادت جماعت کو نصیب فرمائی۔ لیکن اسباب کا مہیا کرنا جماعت ہی کے ذمہ ہے۔ جماعت کی تحریک جدید کی تعمیل قربانیوں سے اکناف عالم میں احمدیت کے بیج گاڑ دئے گئے ہیں۔ اور اب وہ اُگ گئے اور بڑھنے شروع ہو گئے اور دوسروں کیلئے جاذب نظر بن رہے ہیں۔ اور ان کے تلے کسی جگہ سینکڑوں اور کسی جگہ ہزاروں پرندے بسیرا کر رہے ہیں۔ قرآن مجید کے تراجم مختلف زبانوں میں ہو رہے ہیں اور بھی لٹریچر شائع ہو رہا ہے لیکن ابھی ہمارے سامنے بہت کام ہے۔ ہم نے ان قوموں کے مقابلہ کرنا ہے جو اشاعت دین کیلئے ہم سے ہزاروں گنا زیادہ روپیہ خرچ کر رہی ہیں اور متمول ترین لوگ ہزاروں لاکھوں روپیہ کی امداد کرتے ہیں۔ ابھی ہمارے مبلغ ان کے مبلغوں کا ہزارواں حصہ بھی نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو توجہ دلائی ہے۔ سو چاہیئے کہ تحریک جدید میں شمولیت سے کوئی مرد۔ عورت اور بچہ نہ رہ جائے۔ نادار اور بے روزگار کم سے کم رقم دے سکتے ہیں۔ عہدہ داروں کو چاہیئے کہ ایسا کریں۔ نے وعدے سو فی صدی مرکز میں بھجوائیں۔ جن تیز رفتاری سے وصولی کا کام ہو رہا ہے۔

تحریک جدید کا اجراء (بقیہ صفحہ ۵)

میں پیدا نہیں ہوسکتا۔ اور نہ ہی روحانیت کا اعلیٰ مقام حاصل ہو سکتا ہے۔ اور اگر تم سمجھو کہ اس کے بغیر تم روحانیت کا مقام حاصل کرلوگے تو یہ نفس کو دھوکا دینے والی بات ہے۔ بیشک یہ نفلی قربانی ہے۔ مگر بعض نفلی قربانیاں بھی بہت بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔"

(خطبہ جمعہ ۱۳ر مارچ ۳۶ء)

الغرض حضور نے جماعت کو سادہ زندگی بسر کرنے کا سبق سکھا کر اس کو مالی قربانیوں کی طرف بلایا اور جماعت نے اپنے امام کی آواز پر لبیک کہا۔ اور لاکھوں روپیہ اپنے امام کے قدموں میں لا رکھا اور آج خدا کے فضل سے اس مبارک تحریک کے نتیجہ میں دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں احمدی مبلغ اسلام کی تبلیغ کرنے کے لئے موجود نہیں۔ دنیا کی متعدد مشہور زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کئے جارہے ہیں۔ اور دنیا کے سامنے اُس آخری پیغام کو اس کی اپنی زبان میں رکھا جاتا ہے جو دنیا کی ہر قسم کی مشکلات اور پریشانیوں کا حل اپنے اندر رکھتا ہے۔

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ تبلیغ اسلام کا یہ کام ایسی محکم بنیادوں پر قائم کر دیا گیا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں جو اسلام کے نام کو مٹا سکے۔ آج دنیا کا نقشہ بدل چکا ہے۔ وہی لوگ جو کچھ عرصہ پیشتر حضرت بانی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کو بُرے نام سے یاد کرتے تھے۔ اور آپ کے متعلق طرح طرح کے غلط خیالات رکھتے تھے۔ وہ آپ کی صداقت کے گرویدہ ہو رہے ہیں۔ اور آپ پر درود بھیجنے میں اپنی سعادت محسوس کرتے ہیں۔ آج احمدیت کے جانثار مخالفین کی صفوں میں گھس کر سعید روحوں کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی چوکھٹ پر لا رہے ہیں۔ آج دنیا روحانیت کا بھولا ہوا سبق پھر سے یاد کر رہی ہے۔ اور یہ سب کچھ اس مقدس وجود کی برکت سے ہوا۔ جسے خدا نے مصلح موعود کے مقام پر فائز کیا جس کے بارہ میں آج سے ایک عرصہ پہلے یہ خبر دی جا چکی تھی۔ آج وہ باتیں ایک ایک کرکے پوری ہو رہی ہیں۔ مبارک وہ جو ان باتوں پر غور کرے اور ان کے مطابق اپنی عملی زندگی میں تبدیلی پیدا کرے

حضرت کرشن (بقیہ صفحہ ۱)

یعنی سری کرشن جی مہاراج پرتھوی کے جیووں کی رکھشا کرنے والے راجہ تھے۔ اس سے آپ کی شریعت پدری واضح طور پر ثابت ہے۔ اور یہی نبیوں کے اخلاق ہیں۔ نیز آپ نے گیتا میں اپنی آمد کی غرض یوں بیان فرمائی ہے:۔

بدا یدا ہی دھرمسیہ گلانر بھوتی بھارت
ابھیوتھانم دھرمسیہ تدا تمانم سرجامیہم
(ادھیائے ۴ شلوک ۷)

یعنی اے ارجن! جب جب لامذہبیت بڑھ جاتی ہے تب تب میں اوتار لیتا ہوں۔ پھر فرمایا

پریترانائے سادھونام وناشائے چہ دُس کرِتام
دھرم سنستھاپناتھائے سم بھوامی یُگے یُگے
(شلوک ۸)

یعنی میں نیکوں کی حفاظت اور ظالم پاپیوں کے ناش کرنے اور دھرم (مذہب) کو قائم کرنے کے لئے یگ یگ میں اوتار لیتا ہوں۔

سری کرشن کی قبولیت

ہندوستان کے علاوہ بنگال کے تمام ہندو سری کرشن جی کو ایشور کا اوتار مانتے ہیں۔ بھارت کے شہروں اور گاؤں میں آپ کے مندر بنے ہوئے ہیں۔ ہر جگہ کرشن اُتسو ہوتا ہے۔ جس میں کرشن لیلا ہوتی ہے۔ ہر ایک کے منہ سے کرشن مہاراج کے گیت سنائی دیتے ہیں۔ بلکہ ہندو سکھ عیسائی اور مسلمانوں کے گھروں میں بیاہ شادی کے موقعہ پر دولہا کو کاہن کہہ کر ور کی تلاش پر زور دیا جاتا ہے۔ چنانچہ پنجابی گیت کا نمونہ حسب ذیل ہے:۔

باپ۔ چندن چندن دے اُہلے بیٹی کیوں کھڑی
بیٹی۔ میں نے کھڑی ساں بابل جی دے کول بابل ور لوڑیئے

یعنی باپ کہتا ہے کہ اے بیٹی اس چندن کے درخت کی اوٹ میں کیوں کھڑی ہے۔ اس کے جواب میں بیٹی کہتی ہے۔ اے باپ میں تو آپ کے پاس اس لئے کھڑی ہوں کہ مجھے ور کی ضرورت ہے۔ پھر باپ کہتا ہے:۔

"بیٹی کیہو جیہا ور لوڑیئے۔ یعنی اے بیٹی ور کیسا ہونا چاہیئے۔ اُس کے جواب میں بیٹی کہتی ہے:۔

بابل چندیاں وچوں چند تاریاں وچوں کاہن کنہیا ور لوڑیئے۔

یعنی اے باپ چاندوں میں سے چاند اور ستاروں میں سے ستارہ جیسا کاہن اور کنہیا ور چاہیئے۔

اس کے علاوہ سری گورو گرنتھ صاحب میں یوں مرقوم ہے:۔

دھن دھن اودرام بین باجے
مدھر مدھر دھن انہت گاجے
دھن دھن میگھا رومادلی
دھن دھن کرشن اوڈھے کابلی
دھن دھن تُوں ماتا دیوکی
جہہ گریہہ رمئیا کولا پتی
دھن دھن بن کھنڈ بندرابنا
جہہ کھیلے سری نارائنا
بین بجاوے گودھن چرے
نامے کا سُوامی آنند کرے
(مالی گوڑا بانی بھگت نام دیو جی)

ترجمہ۔ مبارک ہے مبارک وہ رام (کرشن) کی بنسری بجتی ہے۔ میٹھی میٹھی آواز اس میں سے نکلتی تھی۔ مبارک ہے مبارک بھیڑ کی اُون مبارک ہیں مبارک کرشن جی جو اُس اُون کا کمبل اوڑھتے ہیں۔ مبارک ہے مبارک تو ماتا دیوکی۔ جس کے گھر میں پیدا ہوا لچھمی کا سوامی یعنی کرشن۔ مبارک ہے مبارک وہ حصہ جنگل کا بندرابن میں جہاں کھیلتا تھا سری کرشن۔ بانسری بجاتا تھا۔ گائے چراتا تھا۔ نام دیو کا سوامی خوشی مناتا تھا۔

نیز اور بھی بہت سے شبد ایسے پائے جاتے ہیں جن میں سے سری کرشن جی مہاراج کی تعریف پائی جاتی ہے۔

مسلمان اور سری کرشن جی مہاراج

آغاز عالم میں جب اس کرۂ ارض پر انسان کا ایک ہی مذہب تھا۔ اور سب لوگ ایک ہی امت تھے اور آج تک حقیقت کے لحاظ سے مذہب ایک ہی رہا ہے۔ صرف مختلف زبانوں کے لحاظ سے اُن کی ظاہری شکل و صورت میں اختلاف نظر آتا ہے۔ ورنہ وہ حقیقت جو مذہب کی اصل روح ہے ہمیشہ ایک ہی رہی ہے۔ جس طرح صاف اور شفاف پانی مختلف شکل و صورت کے برتنوں میں مختلف شکلیں اختیار کر لیتا ہے اسی طرح مذہبی حقیقت مختلف زمانوں مختلف قوموں اور مختلف ملکوں میں علیحدہ علیحدہ شکل و صورت میں جلوہ گر ہوتی رہی ہے۔ جو پیغام بنی اسرائیل کے انبیاء سرزمین کنعان میں لوگوں کو سناتے رہے وہ حقیقت کے لحاظ سے وہی تھا جو ہندوستان کے اوتار اہل ہند کو سناتے رہے۔ ایران کے پیغمبر کنفیوشس کے ذریعہ ظہور پذیر ہوئی قصہ کوتاہ تمام وہ پیغمبر یا اوتار جو مختلف ملکوں اور مختلف زمانوں میں حق و صداقت کی شمع روشن کرتے رہے۔ ایک ہی نور کے تقسیم کنندہ تھے۔ جدا جدا ملکوں اور جدا جدا قوموں میں علیحدہ علیحدہ پیغمبر یا اوتار بھیجنے کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب تک وسائل آمد و رفت کی وسعت کی وجہ سے دنیا کے لوگوں کو ایک دوسرے سے قریب تر کر دینے کی بنیاد نہ پڑ گئی۔

مہم تحریک آپکی ہی ان مساعی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں بلند ہوگا۔ اور آپ فرحت کریں کے ... جواب پانے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

آپ کا نام کس شق کے ماتحت آتا ہے؟

بیرونی ممالک میں تعمیر مساجد کے لئے چندے کی مندرجہ ذیل شرحیں حضور ایدہ اللہ الودود نے مقرر فرمائی ہیں:-

شق نمبر ۱ ملازمین احباب کیلئے - ا۔ پہلی دفعہ ملازمت ملنے پر پہلی تنخواہ کا دسواں حصہ
ب۔ سالانہ ترقی ملنے پر ایک ماہ کی ترقی کی رقم

شق نمبر ۲ زمیندار احباب کیلئے ا۔ دس ایکڑ سے کم زمین کے مالک بحساب ار فی ایکڑ
ب۔ دس ایکڑ اور اس سے زیادہ کے مالک " ۲ر "
ج۔ دس ایکڑ سے کم زمین کے مزارع " ۱۰ر "
د۔ دس ایکڑ اور اس سے زیادہ کے مزارع " ار "

شق نمبر ۳ تاجروں کے لئے - بڑے تجار مثلاً منڈیوں کے آڑھتی ہر ماہ کے پہلے دن کے اور کارخانے والے پہلے سودے کا پورا منافع

شق نمبر ۴ صناع۔ لوہار۔ بڑھئی نیز مزدوری پیشہ احباب } ہر ماہ کے پہلے دن یا کسی اور مقرر کردہ دن کی مزدوری کا دسواں حصہ

شق نمبر ۵ وکلاء۔ ڈاکٹر صاحبان کے لئے۔ } ا۔ پچھلے سال کی کل آمد سے موجودہ سال کی کل آمد کی زیادتی کا دسواں حصہ
ب۔ نیز ہر سال کے ماہ مئی کی آمد کا پانچ فیصدی

شق نمبر ۶ ٹھیکیدار اصحاب کیلئے - سال کے مجموعی منافع کا ایک فی صدی

شق نمبر ۷ لجنہ اماء اللہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ڈیڑھ ہزار روپیہ کے مطالبہ پر اپنی وعدہ کردہ رقم (برائے مسجد ہالینڈ)

شق نمبر ۸ خوشی کی تقاریب پر - یعنی نکاح، شادی۔ بچے کی پیدائش۔ مکان کی تعمیر۔ امتحان میں کامیابی وغیرہ مواقع پر حسب اخلاص و استطاعت۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مندرجہ بالا ارشادات کی تعمیل میں جس شق کے ماتحت آپ کا نام آتا ہے اس شرح سے چندہ جات کی ادائیگی کی طرف جلد توجہ فرمائیں اور حسب ارشاد نبویؐ اپنے لئے جنت میں گھر بنائیں۔ خدا تعالےٰ اس کی توفیق بخشے۔

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

دعا کے لئے فہرست اور بقایادار

(۱) یہ اعلان کیا گیا تھا کہ جو احباب اور جماعتیں آخر جنوری تک کا نو ماہی چندہ سو فی صدی ادا کر دیں گی اور جو عہدہ دار اس کار خیر میں زیادہ کوشش فرمائیں گے ان کے اسماء خاص طور پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں دعا کے لئے ارسال ہوں گے۔ احباب کی طرف سے اطلاعات کا انتظار ہے

(۲) جماعتوں کی وصولیٔ چندہ جات کی رفتار ظاہر کرنے کے لئے نو ماہی نقشہ ۲۸ر فروری کے پرچہ میں شائع کیا جائے گا۔ یہ نقشہ بقایا کو شامل کر کے بنایا جائے گا۔ جو جماعتیں بقایا کی ادائیگی کے لئے قریب ہیں۔ پوری کوشش کرنے کا وعدہ کریں گی یا معقول وجوہات پیش کر کے بقایا کی معافی کی درخواست کریں گی ان کے نام تا تصفیہ شائع کرنے سے روک لئے جائیں گے۔

(ناظر بیت المال قادیان)

پریس کانفرنس

گورداسپور۔ ۷ر فروری کو جناب ٹھاکر بکرم سنگھ صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے طلب کردہ پریس کانفرنس میں (جس میں خاکسار ایڈیٹر بدر بھی مدعو تھا) بیان کیا کہ گورداسپور شہر کا اڈہ لاری منڈی اور شہر کے درمیان ایک کھلی۔ صاف اور ستھری جگہ پر تبدیل کر دیا گیا ہے نئی سڑکیں کھل جانے کی وجہ سے وسیع اڈہ کی ضرورت تھی۔ ۲ر فی لاری چارج کیا جاتا ہے۔ اس رقم سے اڈہ پر مسافر خانہ اور اڈہ کی تعمیر ہوگی۔ پٹھان کوٹ میں چار چار مرلے کے تین صد کوارٹر تعمیر کئے جائیں گے۔ اور فی مکان چھ سات صد روپیہ صرف ہوگا۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ ہفتہ ریلیف فنڈ میں مبلغ پچیس ہزار روپیہ فراہم ہوا ہے۔ علاقہ بیٹ کے جاگووال۔ بھینی لسوال۔ بھینی میاں خاں وغیرہ پچاس دیہات میں جو دریا کا پانی چڑھ آتا ہے۔ یہ تجویز ہے کہ نیر تھل کے ریلوے پل سے بھینی لسوال تک ۲۵ میل لمبا بند تعمیر کیا جائے۔ اس پر ۵ لاکھ روپیہ صرف ہوگا۔ جس کا بیشتر حصہ پبلک کی رضاکارانہ شمولیت کی شکل میں ہوگا۔ نیر تھل مینگل۔ گھرو ٹہ۔ بھمبال۔ میاں میں ڈسپنسری۔ ویٹرنری ہسپتال اور مدارس کھولے جا رہے ہیں۔ سنہ ۴۹-۵۰ء میں اراضی عارضی طور پر جن کو دی جا کر اڑھائی گنا لگان وصول کیا گیا تھا۔ اس میں ½ ۱ گنا لگان درخواست دینے پر ان لوگوں کو دے دیا جائے گا۔ جن کو اراضی نیم مستقل الاٹ کر دی گئی ہے۔

آخر پر خاکسار نے اسبارہ میں گذارش کی کہ کیوں بعض افراد جماعت قادیان کو کرکٹ میچ کے موقعہ پر لاہور جانے سے روک دیا گیا۔ ضرورت ہوئی۔ تو بعد میں کسی موقعہ پر اسے شائع کر دیا جائے گا۔

ہفتہ وصیت منایا جائے

چونکہ یہ زمانہ خاص طور پر اشاعتِ اسلام کا ہے۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ جماعت کو اس زمانہ کے مامور کو شناخت کی توفیق ملی۔ تمام جماعت بالخصوص موصی احباب پر بہت زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ حلقۂ موصی احباب کو وسعت دی جائے اس لئے تجویز کی گئی ہے کہ تمام جماعتیں ۸ سے ۱۴ر مارچ تک ہفتہ وصیت منائیں۔ اس ہفتہ کا پروگرام یہ ہوگا۔

۱۔ جلسہ کر کے وصیت کی اہمیت واضح کریں۔ وصیت کے قابل احباب کو وصیت کرنے کی تحریک کی جائے۔

۲۔ موصی احباب کو توجہ دلائی جائے کہ اپنی آمد کا از سرِ نو جائزہ لیں۔ ممکن ہے کہ پہلا اندازہ درست نہ ہو۔ تاجر احباب خاص طور پر توجہ فرمائیں۔

۳۔ بقایادار موصیوں سے حصہ آمد کا بقایا وصول کیا جائے اور ان سے آئندہ باقاعدہ رہنے کا وعدہ لیا جائے۔ اور ان کو بتایا جائے کہ بقایا کی وجہ سے وصیت منسوخ کر دی جاتی ہے جو کہ خوشکن امر نہیں۔ بقایا کی ادائیگی میں دقت ہو تو قسطیں کی جا سکتی ہیں۔

۴۔ جائداد کا حصہ احباب کو اپنی زندگی میں ادا کرنے کی تحریک کی جائے۔ بعد میں کئی قسم کی روکیں پڑ سکتی ہیں۔ ادائیگی کے لئے آسان ماہوار قسطوں کے وعدے لے کر اطلاع دی جائے۔

۵۔ موصی خواتین سے زیور اور مہر پر حصہ وصیت وصول کیا جائے۔ ان سے بھی آسان ماہوار قسطیں مقرر ہو سکتی ہیں۔

نوٹ:۔ جن جماعتوں نے فارم وصیت اور حساب کتاب منگوانے ہوں وہ ابھی سے دفتر وصیت کو اطلاع دیں۔ (ناظر بیت المال)

دعائے نعم البدل

۱۱ر فروری۔ مکرم جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر امور عامہ کے ہاں مورخہ ۸/۲/۵۵ کو لڑکا تولد ہوا اور تین دن زندہ رہ کر مورخہ ۱۱/۲/۵۵ کو فوت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ شیخ صاحب مکرم اور ان کے اہل کو اس صدمہ پر صبر جمیل کی توفیق بخشے اور نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔ (ادارہ بدر)

ہندوستان و ممالک غیر کی خبریں!

نیویارک - ۹ر فروری۔ نیویارک ریڈیو نے امریکی بحری فوج کا یہ اعلان نشر کیا ہے کہ آج تاچن سے کومنتانگ فوجوں کے نکاس کے دوران میں کمیونسٹوں کی طیارہ شکن توپوں نے ایک امریکی سکائی ماسٹر ہوائی جہاز مار گرایا لیکن ایک تباہ کن جہاز نے ہوائی جہاز کے عملہ کو بچا لیا۔ امریکی ساتویں بحری بیڑے کی زیر حفاظت تاچن جزائر سے ۱۸ ہزار شہریوں اور ۵ ہزار فوج کو نکالنے کا کام شروع ہونے کے بعد یہ پہلا موقعہ ہے جب کمیونسٹوں کی طیارہ شکن توپوں نے گولہ باری کی۔

کراچی - ۹ر فروری۔ سندھ چیف کورٹ نے آج پاکستان آئین ساز اسمبلی کے صدر مولوی تمیز الدین کی وہ درخواست منظور کر لی جس میں گورنر جنرل کے ۲۴ر اکتوبر ۱۹۵۴ء کے اعلان کو چیلنج کیا گیا تھا۔ چیف کورٹ نے فیصلہ دیا کہ پاکستان آئین ساز اسمبلی کا توڑا جانا ناجائز ہے پانچ ججوں پر مشتمل کورٹ کے فل بنچ نے یہ بھی فیصلہ دیا کہ مرکزی وزراء جن میں وزیر داخلہ میجر جنرل سکندر مرزا۔ وزیر دفاع اور کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خاں وزیر رسل و رسائل ڈاکٹر خانصاحب اور وزیر قانون مسٹر غلام علی تالپور۔ وزیر تجارت ایم۔ اے اصفہانی شامل ہیں کا تقرر ناجائز اور غیر آئینی ہے۔ عدالت نے مدعا علیہم کو فیڈرل کورٹ میں اپیل کے لئے ۱۴ دن کی میعاد دیدی ہے چیف جسٹس کانسٹنٹائن نے آج صبح فیصلہ پڑھ کر سنایا۔ اس وقت کمرہ عدالت کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ مولوی تمیز الدین خاں نے اپنی درخواست میں کہا تھا کہ مدعا علیہم کو حکم دیا جائے کہ وہ انہیں آئین ساز اسمبلی کے صدر کے طور پر کام کرنے سے نہ روکیں۔ فاضل ججان نے میجر جنرل سکندر مرزا ایم۔ اے اصفہانی۔ ڈاکٹر خانصاحب اور جنرل ایوب خاں کو مرکزی وزراء کے طور پر کام کرنے سے روکنے کے متعلق بھی درخواست منظور کر لی لیکن یہ حکم ۱۴ روز کے بعد جاری کیا جائے گا۔

کراچی - ۹ر فروری۔ بھارت کے کرکٹ کنٹرول بورڈ نے پاکستانی کرکٹ ٹیم کو آئندہ سردیوں میں بھارت میں کرکٹ میچ کھیلنے کے لئے سرکاری طور پر دعوت دی ہے۔

ماسکو - ۹ر فروری۔ روس کے ڈپٹی وزیر جنگ نے جو کہ روس کی بری مسلح افواج کے کمانڈر انچیف اور روس کے تجربہ کار فوجی کمانڈر سمجھے جاتے ہیں آج روسی پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ اگر روس پر حملہ ہوا۔ تو روس اپنے دشمن کے خلاف جدید قسم کے تمام ہتھیار استعمال کرے گا۔ آپ نے مزید کہا کہ امریکہ ہائیڈروجن بم کی تیاری میں روس سے پیچھے اور دوسری جنگ عظیم کے بعد روسی فوجیں جدید قسم کی جنگ میں پوری طرح تربیت یافتہ ہونے کے علاوہ جدید قسم کے فوجی سامان جنگ سے پوری طرح لیس ہیں۔ آج پارلیمنٹ کے اجلاس میں سابق وزیر اعظم مسٹر میلنکوف بھی موجود تھے

بمبئی - ۹ر فروری۔ بمبئی ہائیکورٹ کے جج تری ادھیکشی آج صبح آٹھ بجے حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئے۔ آپ اس وقت بنکوں کے جھگڑے کے سلسلہ میں بطور ٹریبونل کام کر رہے تھے۔ اور اس سے پہلے پریس کمیشن کے چیئرمین بھی آپ ہی تھے۔ آپ کو کل شام دل کا دورہ پڑا تھا۔ رات کو آپ کی حالت بہتر ہو گئی۔ مگر صبح آپ وفات پا گئے۔ آپ کے ماتم میں تمام سرکاری دفاتر اور عدالتیں بند کر دی گئیں۔

جکارتہ - ۹ر فروری۔ انڈونیشیا اور بھارت میں ایک معاہدہ ہوا ہے۔ جس کے ماتحت دونوں ملکوں کی ہوائی فوجوں کے افسروں کا تبادلہ ہوگا۔ اور وہ ایک دوسرے کے ملک میں کام کریں گے۔ معاہدہ کے ماتحت انڈونیشیا کی ہوائی فوج کے افسر بھارتی ایئر فورس میں کام کریں گے۔ اور بھارتی افسر انڈونیشیا بھیجے جائیں گے۔

کلکتہ - ۹ر فروری۔ پارلیمنٹ کے ممبر شری سارنگ دھر داس ضلع کٹک کے جگی سنگھ پور اور دوسرے علاقوں کا دورہ کر کے واپس آئے ہیں۔ ایک بیان میں کہا کہ یہ علاقے کم و بیش قحط کی گرفت میں ہیں۔ اور اڑیسہ سرکار اپنا یہ وعدہ پورا کرنے میں ناکام رہی ہے کہ وہ ان علاقوں میں قحط کی روک تھام کے لئے ہر ممکن کارروائی کرے گی۔

لنڈن ۹ر فروری۔ مارشل بلگانن جو مسٹر مالنکوف کی جگہ روس کے نئے وزیر اعظم مقرر ہوئے ہیں۔ اس وقت ۵۹ برس کے ہیں اور ان کی شخصیت تاجر "سیاسی جرنیل" اور ڈپلومیٹ جیسی مختلف اور متضاد پہلو رکھتی ہے۔ ان کے پاس مارشل کا فوجی خطاب ہے مگر انہوں نے میدان جنگ میں فوج کی کبھی کمان نہیں کی۔ یہ خطاب انہیں پارٹی کے تئیں وفاداری اور اپنی تنظیمی قابلیت پر ملا ہے۔ یہ ایک کارخانہ کے کلرک کے فرزند ہیں۔ آپ ۱۹۳۱ سے ۳۷ء تک ماسکو کے میئر اور سٹیٹ بنک کے صدر رہ چکے ہیں۔ ۱۹۴۱ء میں انہوں نے ماسکو کے دفاع کی تنظیم کی اور ۱۹۴۴ء میں مارشل سٹالن نے انہیں مارشل واشلوف کی جگہ روس کی ڈیفنس کمیٹی کا ممبر بنایا۔ یہ کمیٹی جرمنوں کے خلاف جنگی سرگرمیوں کی انچارج تھی۔ مارچ ۱۹۴۷ء میں انہیں وزیر دفاع بنایا گیا۔

کراچی - ۹ر فروری۔ سندھ گورنمنٹ نے صوبہ میں زمینداری سسٹم ختم کرنے کا فیصلہ کر دیا ہے مزمینداری بلامعاوضہ ختم ہوگی سندھ میں زمینداری سسٹم سینکڑوں سال سے جاری تھا۔ سندھ گورنمنٹ نے ریونیو کمشنروں کو ہدایات جاری کی ہیں۔ کہ انگریزوں نے زمینداروں کو جو جاگیریں دینے کی سندیں دے رکھی ہیں وہ تمام کی تمام منسوخ کر دی جائیں۔

لنڈن - ۱۰ر فروری۔ کامن ویلتھ ممالک کے وزراء اعظم کی بات چیت اور ان کے فیصلوں کے پیش نظر ممکن ہے کہ امریکہ اپنے فارموسا میں سیکیورٹی کونسل کی وساطت سے جنگ بند کرانے کی تجویز ترک کر دے۔ کامن ویلتھ ممالک کی اکثریت کی رائے یہ تھی کہ نیوزی لینڈ نے اس مطلب کے لئے سکیورٹی کونسل میں جو تجویز پیش کر رکھی ہے اُسے بالائے طاق رکھ دیا جانا چاہیئے۔ شری نہرو نے کامن ویلتھ وزراء اعظم کو متنبہ کر دیا تھا کہ اس مرحلہ پر فارموسا کے متعلق سکیورٹی کونسل میں تلخ و ترش بحث امن کے کاز کے لئے نقصان دہ ثابت ہو گی۔

چنڈی گڑھ - ۱۰ر فروری۔ آج چنڈی گڑھ میں مرکزی ڈپٹی وزیر آبادکاری شری بھونسلے اور پنجاب کے وزیر خزانہ و مالیات سردار اُجل سنگھ کے درمیان میٹنگ کے نتیجے کے طور پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ پنجاب میں غیر الاٹ شدہ نکاسی کارخانے اور وہ کارخانے جن کی مالیت اندازاً ۵۰ ہزار یا زائد ہے فوراً بذریعہ نیلام یا ٹنڈر فروخت کر دیئے جائیں لیکن جن نکاسی کارخانوں کی قیمت ۵۰ ہزار سے کم ہے وہ ان کارخانوں کے موجودہ پٹہ داروں کو جا ہے اُن کے تصدیق شدہ کلیم ہوں یا نہ چند شرائط کے تحت دیدیئے جائیں۔ سرکاری اندازہ کے مطابق پنجاب میں تقریباً ایک ہزار نکاسی کارخانے ہیں۔ جن کی مالیت کا اندازہ ایک کروڑ روپیہ سے زائد ہے۔

کراچی - ۱۰ر فروری۔ کراچی کے باخبر سیاسی حلقوں نے کہا ہے کہ اگر پاکستان کی فیڈرل کورٹ نے پاکستان آئین ساز اسمبلی کو توڑے جانے کے حکم کو ناجائز قرار دینے کے متعلق سندھ چیف کورٹ کا فیصلہ بحال رکھا تو پاکستان میں فوجی ڈکٹیٹر شپ قائم ہو جائے گی۔ جس کے سربراہ گورنر جنرل ہوں گے۔ ان حلقوں کا کہنا ہے کہ پاکستان نیا آئین بنانے اور مغربی پاکستان کا ایک نیا یونٹ بنانے کے معاملہ میں اس قدر آگے جا چکا ہے۔ کہ اب اس کے لئے واپس آنا مشکل ہو جائے گا۔

واشنگٹن - ۱۰ر فروری۔ امریکہ کے صدر مسٹر آئزن ہاور نے کل ایک پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ روسی گورنمنٹ میں جو حالیہ تبدیلیاں ہوئی ہیں وہ امریکہ کی بنیادی پالیسی میں تبدیلی کرنے کے لئے کوئی وجہ جواز پیش نہیں کرتیں۔ امریکہ اپنی اس پالیسی پر قائم رہے گا کہ وہ طاقتور ہے اور امن کا متلاشی ہے۔ اور ان تبدیلیوں کا مطلب یہ نہیں ہے کہ امریکہ کے تئیں اس کی پالیسی لازمی طور زیادہ سخت ہو جائے گی۔ کیونکہ اس موقعہ پر روسی لیڈر اپنے مقصد کے پیش نظر ہر چیز کے لئے کو تیار ہو جائیں گے۔

ماسکو - ۱۰ر فروری۔ روس کے نئے وزیر اعظم مارشل بلگانن سپریم سوویٹ کے دونوں ہاؤسوں کے مشترکہ سیشن میں تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ ان کی گورنمنٹ کمیونسٹ پارٹی کی مرتب کردہ اُس پالیسی پر عمل کرے گی جس میں بھاری صنعتوں کو ترقی دینے پر زور دیا گیا ہے مارشل بلگانن کی یہ تقریر ان کے وزیر اعظم بننے کے بعد پہلی تقریر تھی۔ اور وہ خارجہ پالیسی پر دو روزہ بحث کا جواب دے رہے تھے۔ جب مارشل بلگانن تقریر کرنے کیلئے اُٹھے تو ہال میں موجود ۱۲۰۰ سو ممبروں نے کامل ایک منٹ تک ان کا پرزور تالیوں سے سواگت کیا۔ ایم میلنکوف نے جو وزیر اعظم کے عہدہ سے مستعفی ہوئے تھے ان کی تقریر کو پوری توجہ سے سنا۔